﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ*﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا*﴾ (بنى إسرائيل: ٨٠)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ: نصیر أحمد قمر

جلد ۲ جمعہ ۲۴ فروری ۱۹۹۵ء شمارہ ۸

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

قرآن شریف ایک کامل اور زندہ اعجاز ہے

"خداتعالیٰ کا کلام اس قدر خوبیوں کا مجموعہ ہے جو پہلی کسی کتاب میں نہیں پائی جاتی ہیں۔ خاتم النبیین کا لفظ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بولا گیا ہے۔ بجائے خود چاہتا ہے اور بالطبع اسی لفظ میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ کتاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی وہ بھی خاتم الکتب ہو اور سارے کمالات اس میں موجود ہوں اور حقیقت میں وہ کمالات اس میں موجود ہیں۔

کیونکہ کلام الٰہی کے نزول کا عام قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ جس قدر قوت قدسی اور کمال باطنی اس شخص کا ہوتا ہے جس پر کلام الٰہی نازل ہوتا ہے۔ اسی قدر قوت اور شوکت اس کلام کی ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور کمال باطنی چونکہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا تھا جس سے بڑھ کر کسی انسان کا نہ کبھی ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔ اس لئے قرآن شریف بھی تمام پہلی کتابوں اور صحائف سے اس اعلیٰ مقام اور مرتبہ پر واقع ہوا ہے جہاں تک کوئی دوسرا کلام نہیں پہنچا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی استعداد اور قوت قدسی سب سے بڑھی ہوئی تھی اور تمام مقامات کمال آپؐ پر ختم ہو چکے تھے اور آپؐ انتہائی نقطہ پر پہنچے ہوئے تھے۔ اس مقام پر قرآن شریف جو آپؐ پر نازل ہوا کمال کو پہنچا ہوا ہے۔ اور جیسے نبوت کے کمالات آپؐ پر ختم ہو گئے اسی طرح پر اعجاز کلام کے کمالات قرآن شریف پر ختم ہو گئے۔ آپ خاتم النبیین ٹھہرے اور آپ کی کتاب خاتم الکتب ٹھہری۔ جس قدر مراتب اور وجوہ اعجاز کلام کے ہو سکتے ہیں ان سب کے اعتبار سے آپ کی کتاب انتہائی نقطہ پر پہنچی ہوئی ہے۔

یعنی کیا باعتبار فصاحت و بلاغت، کیا باعتبار ترتیب مضامین، کیا باعتبار تعلیم، کیا باعتبار کمالات تعلیم، کیا باعتبارات ثمرات تعلیم، غرض جس پہلو سے دیکھو اسی پہلو سے قرآن شریف کا کمال نظر آتا ہے اور اس کا اعجاز ثابت ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے کسی خاص امر کی نظیر نہیں مانگی بلکہ عام طور پر نظیر طلب کی ہے۔ یعنی جس پہلو سے چاہو مقابلہ کرو، خواہ بلحاظ فصاحت و بلاغت، خواہ بلحاظ مطالب و مقاصد، خواہ بلحاظ تعلیم، خواہ بلحاظ پیش گوئیوں اور غیب کے جو قرآن شریف میں موجود ہیں۔ غرض کسی رنگ میں دیکھو یہ معجزہ ہے .... الغرض قرآن شریف ایک کامل اور زندہ اعجاز ہے اور کلام کا معجزہ ایسا معجزہ ہوتا ہے کہ کبھی اور کسی زمانہ میں وہ پرانا نہیں ہو سکتا اور نہ فنا کا ہاتھ اس پر چل سکتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا اگر نشان دیکھنا چاہیں تو کہاں ہے؟ کیا یہودیوں کے پاس وہ عصا ہے اور اس میں کوئی قدرت اس وقت بھی سانپ بننے کی موجود ہے وغیرہ وغیرہ غرض جس قدر معجزات کل نبیوں سے صادر ہوئے، ان کے ساتھ ہی ان معجزات کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ایسے ہیں کہ وہ ہر زمانہ میں اور ہر وقت تازہ بتازہ اور زندہ موجود ہیں۔ ان معجزات کا زندہ ہونا اور ان پر موت کا ہاتھ نہ چلنا صاف طور پر اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی زندہ نبی ہیں اور حقیقی زندگی یہی ہے جو آپ کو عطا ہوئی ہے۔ اور کسی دوسرے کو نہیں ملی۔ آپ کی تعلیم اس لئے زندہ تعلیم ہے کہ اس کے ثمرات اور برکات اس وقت بھی ویسے ہی موجود ہیں جو آج سے تیرہ سو سال پیشتر موجود تھے۔ دوسری کوئی تعلیم ہمارے سامنے اس وقت ایسی نہیں جس پر عمل کرنے والا یہ دعویٰ کر سکے کہ اس کے ثمرات اور برکات اور فیوض سے مجھے دیا گیا ہے اور میں ایک آیۃ اللہ ہو گیا ہوں لیکن ہم خداتعالیٰ کے فضل و کرم سے قرآن شریف کی تعلیم کے ثمرات اور برکات کا نمونہ اب بھی موجود پاتے ہیں اور ان تمام آثار اور فیوض کو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع سے ملتے ہیں اب بھی پاتے ہیں۔ چنانچہ خداتعالیٰ نے اس سلسلہ کو اس لئے قائم کیا ہے تا وہ اسلام کی سچائی پر زندہ گواہ ہو اور ثابت کرے کہ وہ برکات اور آثار اس وقت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع سے ظاہر ہوتے ہیں جو تیرہ سو برس پہلے ظاہر ہوتے تھے۔ چنانچہ صدہا نشان اس وقت ظاہر ہو چکے ہیں۔ اور ہر قوم، ہر مذہب کے سرگروہوں کو ہم نے دعوت کی ہے کہ وہ ہمارے مقابلہ میں آکر اپنی صداقت کا نشان دکھائیں۔ مگر ایک بھی ایسا نہیں کہ جن سے اپنے مذہب کی سچائی کا کوئی نمونہ عملی طور پر دکھائے۔ ہم خداتعالیٰ کے کلام کو کامل اعجاز مانتے ہیں اور ہمارا یقین اور دعویٰ ہے کہ کوئی دوسری کتاب اس کے مقابل نہیں ہے۔ میں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ قرآن شریف کا کوئی امر پیش کریں وہ اپنی جگہ پر ایک نشان اور معجزہ ہے۔

(ملفوظات جلد سوم [مطبوعہ لندن] صـ ۳۶ تا ۳۹)

مختصرات

رمضان المبارک اپنی جملہ برکات اور رونقوں کے ساتھ شروع ہو چکا ہے۔ ایم۔ ٹی۔ اے۔ پر اس سلسلہ میں نشر ہونے والے پروگراموں سے سب سے اہم پروگرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا درس القرآن ہے جو حضور انور (جمعہ کے علاوہ) ہر روز بیان فرماتے ہیں۔ یہ درس ساری دنیا میں بہت توجہ اور دلچسپی سے دیکھا اور سنا جاتا ہے۔ اس کالم میں درس کی تفاصیل دینا تو ممکن نہیں البتہ اس مضمون کی یا خصوصی ارشادات کی نشاندہی کی جا سکے گی جو حضور انور درس القرآن کے دوران بیان فرماتے ہیں:

ہفتہ ۴ فروری ۱۹۹۵ء:

آج حضور انور نے سورہ آل عمران کی آیت ۱۸۱ کی تفسیر بیان فرمائی۔

اتوار ۵ فروری ۱۹۹۵ء:

آج کے درس القرآن میں حضور انور نے سورہ آل عمران کی آیات ۱۸۲ اور ۱۸۳ کی تفسیر بیان فرمائی۔ قتل انبیاء کے ضمن میں تفصیلی گفتگو فرمائی اور ساری دنیا کے احمدی علماء اور تحقیق کا شوق رکھنے والے دوستوں سے فرمایا کہ حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی واضح اور قطعی ارشاد ان کے علم میں ہو تو اس سے مطلع کریں۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے جس پر گہری نظر سے تفصیلی تحقیق کی ضرورت ہے۔ علم دوست احباب اس کام میں شامل ہوں۔ تحقیق مکمل ہونے پر ساری جماعت کو اس سے مطلع کیا جائے گا۔

سوموار ۶ فروری ۱۹۹۵ء:

آج بھی گزشتہ روز کے درس القرآن کے تسلسل میں تفسیر کا سلسلہ جاری رہا۔ قتل انبیاء کے سلسلہ میں گفتگو کے دوران حضرت سید احمد شہید بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر آنے پر فرمایا کہ اس بارہ میں بھی گہری نظر سے تحقیق ہونی چاہئے کہ وہ واقعی شہید ہوئے تھے یا نہیں؟

منگل ۷ فروری ۱۹۹۵ء:

آج حضور انور نے سورہ آل عمران کی آیت ۱۸۴ کی تفسیر بیان فرمائی۔ دوران تفسیر بائیبل کے حوالہ جات کی روشنی میں سوختنی قربانی کے عیسائی تصور کے بارہ میں بہت تفصیلی گفتگو ہوئی۔ نیز حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات کی حقیقت بیان کرنے کے بعد حضور انور نے مستشرقین کے ان الزامات کو باطل ثابت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار بار بار معجزات اور نشانات کا مطالبہ کرتے تھے اور آپؐ نے ان کے مقابل پر نشانات نہیں دکھائے۔

بدھ ۸ فروری ۱۹۹۵ء:

آج کے درس میں سورہ آل عمران کی آیت ۱۸۵ پر تفسیر کا سلسلہ جاری رہا۔ حضور انور نے مستشرقین کے اس اعتراض کا رد کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسرائیل کے مسلمہ معجزے دکھانے سے انکار کرتے رہے۔ اس ضمن میں معجزات کے موضوع پر تفصیلی گفتگو ہوئی اور حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے معجزات کی حقیقت بیان فرمائی۔ نیز فرمایا کہ معجزہ کا اعجاز تو خداتعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ اور پائیدار معجزہ تو وہ ہے جو دوبارہ بھی دہرایا جا سکے۔ اس تسلسل میں حضور انور نے چاند اور سورج گرہن کے عظیم الشان معجزہ کا ذکر کیا جس نے اس زمانہ میں مسیح محمدیؑ اور امام مہدیؑ کی صداقت کو بڑی وضاحت سے ثابت کر دکھایا ہے۔

حضور انور نے اس موقعہ پر ساری عیسائی دنیا کو چیلنج دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ جس مسیح کی دوبارہ آمد کے منتظر ہیں اگر وہ اس مسیح کو آسمان سے اتار کر دکھا دیں اور اس کے ساتھ اس کی صداقت کے طور پر چاند اور سورج گرہن کا معجزہ بھی دکھا دیں تو میں اعلان کرتا ہوں کہ جو ایسا کر دکھائے گا ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک ارب روپیہ بطور انعام دیا جائے گا۔ کوئی ہے تو میدان میں اترے۔

اس کے علاوہ حضور انور نے ہندوؤں، سکھوں اور مسلمانوں کی مسلمہ کتب کے حوالے سے مختلف معجزات کا ذکر فرمایا جو انسانی عقل کبھی بھی تسلیم نہیں کر سکتی لیکن سوال یہ ہے کہ اگر ایسی نوعیت کے عیسائی معجزات کو تسلیم کیا جاتا ہے تو پھر اسی طرح کے ان سب معجزات کو کیوں درست تسلیم نہ کیا جائے۔

جمعرات ۹ فروری ۱۹۹۵ء:

آج کے درس القرآن میں حضور انور نے لفظ "الساعۃ" کی کسی قدر تفسیر بیان فرمائی کہ یہ لفظ قرآن مجید میں کن معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

اس ضمن میں فرمایا کہ قرآن مجید صرف فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے ہی معجزہ نہیں (جیسا کہ بعض لوگ قرآنی معجزہ کو صرف فصاحت تک محدود سمجھتے ہیں) بلکہ سارے کا سارا قرآن مجید عظیم الشان معجزات سے بھرا پڑا ہے۔ ان معجزات کا تعلق ماضی سے بھی ہے، حال سے بھی اور مستقبل سے بھی۔ مزید یہ کہ قرآن دنیا کے سب علموں کے اعتبار سے بھی ایک مستقل معجزہ ہے۔ باقی صفحہ نمبر (۴) پر

اداریہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (ایم۔ ٹی۔ اے) کے پروگراموں کو مزید دلچسپ بنانے اور اس میں تنوع پیدا کرنے اور ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے دائرہ فیض کو وسیع سے وسیع تر کرنے کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے کئی خطبات میں روشنی ڈالی ہے۔ اس کے علاوہ بہت سی ہدایات تحریری طور پر بھی مختلف ممالک کی جماعتوں کو پہنچائی جاتی ہیں جن میں بعض معین کام بھی ان کے سپرد کئے جاتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۷ فروری کے خطبہ جمعہ میں اس امر کا اظہار فرمایا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جب بھی جماعت کو کوئی تحریک کی جائے، کسی کام کے لئے بلایا جائے تو وہ اس پر والہانہ لبیک کہتی ہے۔ اور بہت اخلاص اور فدائیت کا نمونہ دکھاتی ہے لیکن بعض جماعتیں ایسی ہیں کہ ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے بارہ میں انہیں جو ہدایات دی گئیں ان پر عمل در آمد میں ان کی طرف سے غفلت اور سستی ظاہر ہوئی ہے۔ اور اس میں زیادہ قصور ان چند آدمیوں کا ہے جو یا اپنی ذمہ داریاں پوری طرح ادا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے یا ان کی غفلت حائل ہو جاتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کا میرے ذہن میں جو نقشہ ہے وہ ایک عالمی اوپن یونیورسٹی کا نقشہ ہے۔ وہ تمام علوم جو بنی نوع انسان کے فائدے کے علم ہیں میں چاہتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کی غلامی میں اس اعلیٰ مقصد کی خاطر جس کے لئے آپ کو مبعوث فرمایا گیا۔ آپ کے علوم کا سورج تمام دنیا پر چمکے اور حضرت محمد ؐ رسول اللہ پر بارش کی طرح نازل ہونے والے علوم کو تمام دنیا میں پہنچایا جائے۔ یہ وہ کام ہے جس میں ایم۔ ٹی۔ اے نے اہم فریضہ ادا کرنا ہے اور عملاً یہ کام شروع ہو چکا ہے۔

ایم۔ ٹی۔ اے پر اس وقت کئی ایک نہایت اہم پروگرام جاری ہیں مثلاً حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے زندگی بخش تعلیمی و تربیتی خطبات و خطابات کے علاوہ درس القرآن، ترجمۃ القرآن کلاس، ہومیو پیتھی کی کلاس، زبانیں سکھانے کا پروگرام، مجالس سوال و جواب اور متعدد ایسے پروگرام ہیں جو عالمگیر غلبہ اسلام اور بنی نوع انسان کو امت واحدہ بنانے کے سلسلہ میں غیر معمولی کردار ادا کرنے والے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایم۔ ٹی۔ اے۔ پر جاری پروگراموں کے متعلق فرمایا کہ یہ پروگرام ایسے نہیں ہیں جن کو آپ خفیف نظر سے دیکھیں۔ یہ ایک روحانی انقلاب پیدا کرنے کے لئے آسمان سے فیض اتر رہا ہے اور اسے ہمیں ہر حالت میں کامیاب بنانا ہوگا۔

ان مختلف پروگراموں کے مختلف زبانوں میں تراجم کے لئے بار بار جماعتوں کو یاد دہانی کروائی گئی ہے لیکن ابھی تک یہ کام مکمل نہیں ہوا جس کی وجہ سے ان کے تراجم ساتھ نشر نہیں ہو پا رہے اس طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو پروگرام پیش کئے جا رہے ہیں ان کے اگر مختلف زبانوں میں ترجمے نہیں ہونگے تو ہم کیسے ان کا فیض لوگوں تک پہنچا سکیں گے۔ حضور نے فرمایا کہ وہ خطبات اور دوسرے پروگرام جن کا ترجمہ خواہ پہلے ہو بھی چکا ہو ان کا علمی لحاظ سے درست اور مؤثر اور جس زبان میں ترجمہ ہو اس میں طاقتور ترجمہ ہونا ضروری ہے۔ اس کے بغیر ہمارا مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ ان کے ترجمے ویڈیوز میں اس طرح بھرنا کہ بولنے والے کے انداز اور اس کے فقرہ کے ساتھ جس حد تک ممکن ہو مطابقت کرے۔ اس کے لئے ٹیمیں بنانے کی ضرورت ہے۔

حضور نے یہ بھی فرمایا کہ ہر ملک میں ان سب پروگراموں کی اور جن زبانوں میں ان کے تراجم نشر ہو رہے ہیں ان تراجم کی بھی ٹیپ ریکارڈنگ کا انتظام ہونا چاہئے تاکہ وہ لوگ جنہیں ڈش انٹینا کی سہولت مہیا نہیں وہ ان ویڈیوز کے ذریعہ سے ان پروگراموں کا فیض حاصل کر سکیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی کہ ہر جماعت کے امیر کو مجلس عاملہ کا اجلاس بلانا چاہئے اور اس خطبہ کی روشنی میں جو ذمہ داریاں ان پر عائد ہوتی ہیں ان کا جائزہ لینا چاہئے۔ اور اب ایک ایک کام کی زیادہ ٹیمیں بنائیں کیونکہ پہلے ہی وقت سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ حضور نے خاص طور پر ان سب کے لئے جو پہلے سے ان کاموں میں شامل تھے یا وہ نئے ارادے لے کر شامل ہونگے دعا کی تحریک بھی فرمائی۔ اور جماعت کو نصیحت فرمائی کہ دعا کریں اور توکل کریں۔ یہ کام ہماری توفیق کے اندر ہے۔ دعا، توکل اور اس کے درمیان عزم کو رکھ لیں اور فیصلہ کریں کہ اپنی تمام صلاحیتیں اس کی راہ میں جھونک دینی ہیں اور جس حد تک طاقت ہے لازماً آگے بڑھتے چلے جائیں گے پھر توکل کریں کیونکہ خدا کا وعدہ ہے کہ آپ کے عزم کی تائید فرمائے گا اور لازماً آپ کو غلبہ عطا ہوگا۔ اللہ کرے کہ کل کی بجائے یہ آج عطا ہو۔

ادارہ الفضل کی طرف سے تمام قارئین کو عیدالفطر مبارک ہو

احادیث النبی ﷺ

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اَلدُّعَآءُ لَا یُرَدُّ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ۔

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ان الدعاء لا یرد بین الاذان والاقامۃ)

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذان اور اقامت کے درمیان کی دعا رد نہیں ہوتی۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ النِّدَآءَ ، اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ، حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ۔ (بخاری کتاب الاذان باب الدعاء عند النداء)

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اذان سننے کے وقت یہ دعا مانگی "اے میرے اللہ! اس کامل و اکمل دعا اور قائم ہونے والی نماز کے مالک تو محمد ؐ کو وسیلہ عطا کر، فضیلت دے اور ان کو اس مقام محمود پر مبعوث فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے" ایسی دعا کرنے والا شخص قیامت کے دن میری سفارش کا مستحق ہوگا۔

عَنْ بِلَالٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: عَلَیْکُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَاِنَّہٗ دَاْبُ الصَّالِحِیْنَ قَبْلَکُمْ وَاِنَّ قِیَامَ اللَّیْلِ قُرْبَۃٌ اِلَی اللّٰہِ وَمَنْھَاۃٌ عَنِ الْاِثْمِ وَتَکْفِیْرٌ لِلسَّیِّئَاتِ وَمَطْرَدَۃٌ لِلدَّاءِ عَنِ الْجَسَدِ ۔ (ترمذی ابواب الدعوات)

حضرت بلال ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہیں نماز تہجد کا التزام کرنا چاہئے کیونکہ یہ گزشتہ صالحین کا طریقہ رہا ہے اور قیام اللیل یقیناً قرب الٰہی کا ذریعہ ہے اور گناہوں سے روکتا ہے اور برائیوں کو ختم کرتا ہے اور جسمانی بیماریوں سے بچاتا ہے۔

افکار گوہر

کہاں چھپا ہے تو اے ابر نوبہار برس
برس برس کہ زمانہ ہے بےقرار برس
خدا کے واسطے اے چشم انتظار برس
کہ ہر گھڑی نظر آتی ہے اب ہزار برس
خدا کرے کہ ملے عمر نوح ساقی کو
یہ پاکباز سلامت رہے ہزار برس
تپ فراق نے رگ رگ میں بھر دیئے شعلے
امنڈ امنڈ کے اب اے ابر غمگسار برس
یہ بخل ابر کرم اور میکدہ کے لئے
یہ ارض پاک ہے ان پر تو بار بار برس
برس برس کہ نہ ہو عید میکدہ پھیکی
برس کا دن ہے پریشاں ہیں بادہ خوار برس
لگی ہے آنکھوں سے گوہر کی آنسوؤں کی جھڑی
مقابلہ ہے تو اے ابر کوہسار برس

(حضرت مولانا ذوالفقار علی خان گوہرؒ)

شہر اوبار

(محمد زکریا ورک ۔ کینیڈا)

ہر ذی شعور مسلمان اس بات پر دل سے یقین رکھتا ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطہر قلب پر تیئس (۲۳) سال کے عرصہ میں نازل ہوا۔ قرآن کریم ایک الہامی کتاب ہے جس کا ہر لفظ، ہر نقطہ بلاشبہ جس صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا وہ آج بھی ایک طویل عرصہ گزرنے کے بعد ویسے کا ویسا ہی محفوظ ہے کیونکہ اس کے ازلی اور ابدی طور پر مستند و محفوظ ہونے کی ذمہ داری خدا تعالیٰ نے اپنے ذمہ خود لی ہے۔

قرآن کریم ایک سائینسی کتاب نہیں ہے مگر چونکہ یہ خدا کی طرف سے نازل کردہ ایک دائمی کتاب ہے اس لئے فطرت کے مطالعہ سے مطابقت رکھتے ہوئے اس میں سائینسی مشاہدات کے بارہ میں بہت سی آیات ملتی ہیں۔ دور حاضر میں سائنس کے میدان میں جو ان گنت دماغ کو چکرا دینے والی ترقیات ہوئی ہیں ان کے بارہ میں قرآن پاک کی بعض آیات میں جس انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے اسے دیکھ کر انسان ششدر رہ جاتا ہے مثلاً انسان کی پیدائش کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایسے لطیف نکتے بیان فرمائے ہیں کہ سوچنے سمجھنے والا انسان بے اختیار، "فتبارک اللہ احسن الخالقین" کہہ اٹھتا ہے۔ (پروفیسر کیتھ مور کا مضمون یونیورسٹی آف ٹورنٹو ۱۹۸۹ء)۔

کسی بات کے غیر مستند یا غلط ہونے کا ایک ثبوت یہ ہوتا ہے کہ اس بات یا شہادت میں تضاد پایا جاتا ہو مگر قرآن کریم ہر قسم کے تضادات سے کلیۃً پاک ہے۔ جیسے کہ فرمایا:

"پس کیا وہ لوگ قرآن پر غور و فکر نہیں کرتے اور نہیں اس نتیجہ پر پہنچتے کہ اگر وہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے نازل ہوا ہوتا تو وہ یقیناً اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔

(سورہ النساء . ۸۳)

یہ رہتی دنیا تک کا چیلنج آج سے ۱۴۰۰ سال قبل جاری ہوا تھا مگر کوئی مائی کا لال ان چودہ سو سالوں میں اس کو قبول نہ کر سکا۔ ذرا ایک لمحہ کے لئے غور فرمائیں کہ ان چودہ سو سالوں میں کرہ ارض پر کتنے ذہین و فطین انسان پیدا ہو چکے مگر کوئی بھی قرآن میں تضاد تلاش نہ کر سکا اور نہ آئندہ کوئی کر سکے گا کہ یہ تو ابدی صداقتوں پر مشتمل کلام ہے۔ فیہا کتب قیمہ۔

قرآن مجید کی سورہ الفجر میں جزیرہ عرب میں مدفون ایک شہر کا ذکر ہوا ہے جس کا نام "ارم" (Iram) تھا اور جس میں عاد کی قوم آباد تھی۔ عاد قوم کی سطوت و جبروت کا ذکر قرآن پاک کی ۶۳ آیات میں گیارہ مختلف سورتوں میں ہوا ہے۔ یہ سورتیں ہجرت سے قبل مکہ کے ایام میں نازل ہوئی تھیں۔ مندرجہ ذیل چند ایک آیات پر ذرا غور فرمائیں:

☆ "اور عاد کو بھی اور ثمود کو بھی (ہماری طرف سے ایک ہلا دینے والے عذاب نے پکڑ لیا) اور (اے اہل مکہ) تم پر ان شہروں کا حال خوب ظاہر ہے"۔

(سورہ العنکبوت . ۳۹)

☆ حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم عاد کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"کیا تم ہر ایک اونچے مقام پر جھوٹی شہرت کے لئے یادگار عمارتیں بناتے ہو اور تم بڑے بڑے محل بناتے ہو گویا تم ہمیشہ زندہ اور قائم رہو گے"۔

(سورہ الشعراء . ۱۲۹، ۱۳۰)

☆ "اور ہم ان بستیوں کو بھی ہلاک کر چکے ہیں جو تمہارے ارد گرد ہیں"۔

(سورہ الاحقاف . ۲۸)

شہر ارم کا ذکر قرآن پاک میں یوں ہوا ہے:۔

"الم تر کیف فعل ربک بعاد ○ ارم ذات العماد ○ التی لم یخلق مثلہا فی البلاد" (سورہ الفجر . ۷ تا ۹)۔ "کیا تجھے معلوم نہیں کہ تیرے رب نے قوم عاد سے کیا معاملہ کیا یعنی ارم شہر والوں سے جو بڑے بڑے ستونوں والی عمارتوں میں رہتے تھے وہ لوگ جن (کے زور و قوت) کی مثل کوئی قوم ان ملکوں میں پیدا ہی نہیں کی گئی تھی"۔

عاد ارم کے ریت کے طوفان سے ہلاک ہونے کا ذکر قرآن پاک میں یوں ہوا ہے:

"اور عاد ایک ایسے عذاب سے ہلاک کئے گئے جو ہوا کی صورت میں آیا تھا جو یکساں چلتی تھی اور سخت تیز تھی۔ اللہ نے ہوا کو متواتر سات راتیں اور آٹھ دن ان کی تباہی کے لئے مقرر کر چھوڑا تھا۔ پس اے (دیکھنے والے) تو اس قوم کو ایک کٹی ہوئی گری پڑی حالت میں پائے گا گویا کہ وہ کھجور کے ایک کھوکھلے درخت کی جڑیں ہیں جن کو تیز آندھی نے گرا دیا تھا"۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر

(سورہ الحاقہ . ۷ تا ۹)

بعض محققین کا خیال ہے کہ قرآن کریم میں عاد کا جو ذکر ہوا ہے یہ ان کا مرکزی قلعہ موجودہ شہر شی سر (Shisr) کے نیچے مدفون ہے۔ جو ان کے ہاں اوبار کے نام سے معروف ہے اور جس کی کھدائی کی جا رہی ہے۔ کیا واقعی یہ شہر عاد ارم سے ہی تعلق رکھتا ہے اور یہی وہ مقام ہے جس کی طرف قرآن مجید کی بعض آیات اشارہ کر رہی ہیں۔ یہ امر مزید تحقیق و جستجو کا متقاضی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ تاہم قارئین کی دلچسپی کے لئے اوبار شہر کی کھدائی اور اس سے حاصل ہونے والی بعض معلومات ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

محققین کا خیال ہے کہ قرآن مجید میں جس ستونوں والے شہر ارم کا ذکر ہوا ہے وہ موجودہ شہر شی سر (Shisr) کے نیچے مدفون تھا۔ اس بات کا انکشاف امریکہ کی سپیس ایجنسی (NASA) کے شٹل چیلنجر (Challenger) کے ریڈار امیجنگ سسٹم سے جزیرہ عرب بالخصوص "الربع الخالی" کی لی جانے والی زیر زمین تصاویر سے ہوا ہے۔ اس تین ہزار سال پرانے شہر کو تلاش کرنے کے لئے امریکہ کے ایک ماہر آثار قدیمہ ڈاکٹر جیورس زارین (Juris Zar-in) جو امریکہ کی میسوری اسٹیٹ یونیورسٹی میں پڑھاتے ہیں اور ایک دوسرے شخص نکولس کلیپ (Nicholas Clapp) جو امریکہ کے ہردلعزیز شہر لاس اینجلیز میں ڈاکومنٹری فلمیں بناتے ہیں، اور کلیپ کے ایک دوست جارج ہیجز (George Hedg-es) نے جو پیشہ کے اعتبار سے وکیل ہیں نمایاں کام کیا ہے۔ مئوخر الذکر دو اصحاب نے مل کر اس پراجیکٹ کے لئے سرمایہ اکٹھا کیا اور دسمبر ۱۹۹۱ء میں اس شہر کے مقام کا تعین ہونے کے بعد کھدائی کا کام شروع ہوا۔

نکولس کلیپ کو اس پراجیکٹ میں دلچسپی ایک کتاب Arabia Felix پڑھنے کے بعد ہوئی جو ایک برطانوی مصنف اور محقق برٹرم تھامس (Bertram-Thomas) نے ۱۹۳۲ء میں لکھی تھی۔ برٹرم تھامس نے اپنی کتاب میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ عمان کے عرب بدوؤں نے اس سے شداد ابن عاد کے جنت ارضی، شہر اوبار کا ذکر کیا تھا جو ریت کے نیچے کہیں مدفون تھا۔

جزیرہ عرب کے علاقہ الربع الخالی کے جنوبی حصہ میں ایک دفعہ سفر کے دوران عرب بدوؤں نے تھامس کو ریت میں بنے ہوئے صدیوں پرانے راستے دکھائے تھے جو شہر اوبار کی طرف جاتے تھے۔ مسٹر کلیپ نے کیلی فورنیا کی مشہور لائبریری Huntington Libr-ary میں محفوظ پرانے مسودات اور نقشوں سے اس بات کا تعین کر لیا کہ واقعی یہ شہر اوبار عمان ملک میں ریت کے نیچے کہیں مدفون ہے۔ اس کتابی و دستاویزی ثبوت کے ملنے پر اس نے ناسا (NASA) کی جیٹ پروپلشن لیباریٹری، Jet Propulsion Laboratory Pasadena, California کے سائنس دانوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ عمان کے مخصوص علاقہ کی خلائی جہاز چیلنجر کے Radar Imaging سے تصاویر لیں۔ چنانچہ ان تصاویر کے لینے کے بعد جب ان تصاویر کو غور سے دیکھا گیا تو ریت کے نیچے مدفون ایسے راستے ملے جو ابار کی طرف جاتے تھے۔

مسٹر کلیپ نے جو نقشے اس مقصد کے لئے استعمال کئے ان میں مشہور یونانی جیوگرافر Ptolemy کے نقشے بھی شامل تھے۔ جو اس نے ۲۰۰ صدی بعد مسیح بنائے تھے۔ اس یونانی نقشہ نویس نے اپنے نقشوں میں ایک اہم تجارتی مرکز کا مقام بھی دیا تھا جس کا نام اس نے Omanum Emporium [عمان مارکیٹ] رکھا تھا۔ Ptolemy کے نقشے اور سیٹلائٹ کے ذریعہ لی جانی تصاویر پر دونوں کے مطابق اس شہر کا مقام Shisr کے نخلستان میں بنتا تھا۔

جب ابار شہر کے مقام کی کھدائی کا کام شروع ہوا تو چھ سو فٹ ریت کے نیچے مدفون ایک قلعہ دریافت ہوا جو قریب دو ہزار سال پرانا تھا۔ یہ قلعہ (Octagonal) آٹھ سمت کا تھا جس کی دیواریں ۶۰ فٹ لمبی، دو فٹ موٹی اور ۱۲ فٹ اونچی تھیں۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ابار شہر کا ذکر مشہور کتاب الف لیلیٰ و لیلیٰ میں بھی ہوا ہے۔ نیز مشہور زمانہ لارنس آف عربیا نے اس شہر کا "ریت کا اٹلانٹس (Atlantis of Sand) کے نام سے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ شہر لوبان کی خوشبو Frankincense کا اپنے وقت میں عظیم الشان شاپنگ سنٹر تھا۔ جنوبی عمان کے علاقہ الربع الخالی سے اس شہر کے جو آثار دریافت ہوئے ہیں اس کے مطابق گھروں کی دیواریں آٹھ سمت کے کٹے ہوئے لائم اسٹون سے بنی ہوئی تھیں۔ قلعہ کے آٹھ بلند مینار تھے جس میں سے سات میناروں کے آثار مل گئے ہیں۔ یہ مینار پکی اینٹوں سے بنے ہوئے تھے۔ گھروں میں کشادہ کمرے تھے جس میں لوبان (اگر بتی کی طرح) خوشبو جلانے کے لئے چولہے بنے ہوئے تھے۔

اوبار شہر کی تلاش کے لئے پراجیکٹ ۱۹۸۱ء میں مسٹر کلیپ نے شروع کیا۔ ۱۹۸۴ء میں چیلنجر سے لی جانے والی تصاویر سے اس کے صحیح مقام کا تعین ہوا۔ نومبر ۱۹۹۱ء میں شہر کی تلاش اور کھدائی کا کام شروع ہوا۔ اور جنوری ۱۹۹۲ء میں شہر تلاش ہوا۔ ناسا کے خلائی جہاز چیلنجر کے ریڈار امیجنگ سسٹم سے جو تصاویر لی گئیں ان کے مطالعہ کے لئے جس جیالوجسٹ نے سب سے زیادہ کام کیا اس میں ڈاکٹر رانلڈ بلام Dr. Ronald Blom کا نام سر فہرست ہے۔ اس شہر کی تلاش کی کہانی، یہ دنیا سے نیست و نابود کیسے ہوا اس دلچسپ داستان کا جواب مندرجہ ذیل انٹرویو سے ملتا ہے جو کینیڈا کے قومی ریڈیو، کینیڈین براڈکاسٹنگ کارپوریشن کے پروگرام، ہوسٹ باب میکڈانلڈ نے ڈاکٹر بلام سے لیا اور ۱۶ اپریل ۱۹۹۴ء کو ریڈیو پر نشر کیا گیا۔ باب میکڈانلڈ نے تعارفی کلمات میں کہا:

" سامعین! آپ شاید اس بات کا یقین نہ کریں کہ خلاء اور پرانے عرب قصہ و کہانی میں ایک گہرا تعلق ہے مگر امریکہ کے خلائی جہاز چیلنجر میں موجود خلانورد (Astronaut) جزیرہ عرب میں عمان کی صحرا کی طرف اپنا ۳۶۰ ملین ڈالر کی لاگت کا ریڈار امیجنگ سسٹم اوبار کے گم شدہ شہر کا نقشہ بنانے کے لئے استعمال کر چکے ہیں۔ اوبار عرب قصص و حکایات میں محفوظ ایک شہر کا نام ہے۔ ایسا شہر جو دولت سے مالامال ہونے کے علاوہ بداعمالیوں اور فسق و فجور میں بھی شہرت رکھتا تھا۔ تین ہزار سال قبل یہ شہر درخت سے نکلنے والے رس "لوبان" کا بہت بڑا ٹریڈنگ سنٹر تھا۔ لوبان بطور مرہم کے استعمال ہونے کے ساتھ مردوں کو جلانے کی رسم و رواج میں بھی استعمال ہوتا تھا۔ بعض لوگ اسے بطور خوشبو (اگر بتی) بھی جلاتے

Earlsfield Properties
RENTING AGENTS
081 877 0762
PROPERTIES WANTEDIN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

1 HOUR
PHOTO PRINTS
SET A PRINT
246, WIMBLEDON PARK ROAD, SOUTHFIELDS, LONDON SW18
PHONE 081 780 0081

تھے۔ پرانے زمانے میں لوبان سونے کی طرح بہت قیمتی ہوتا تھا اور اس کی تجارت بہت نفع مند ہوتی تھی۔ یہ بات کہ آیا "اوبار" ایک حقیقت تھا یا افسانہ تاریخ دان اس بات پر بہت کچھ قلم بند کر چکے ہیں۔ چنانچہ ایک پرانے مؤرخ Ptolemy نے ۲۰۰ سال بعد مسیح جو شہروں کے نقشے بنائے ان میں اس شہر کا بھی ذکر کیا ہے۔ نیز مسلمانوں کی الہامی کتاب قرآن میں بھی اس شہر کا ذکر "ارم" کے نام سے ہوا ہے۔

ایک روایت کے مطابق "اوبار" تین ہزار سال تک تجارت کا مرکز رہا مگر ۳۰۰ سال بعد مسیح کے لگ بھگ اس کا نام و نشان اچانک مٹ گیا۔ بہت سے لوگوں نے اس کو تلاش کرنے کی ناکام کوششیں کی ہیں بشمول لارنس آف عریبیا کے جس نے اس شہر کو "ریت کا اٹلانٹس" کے نام سے موسوم کیا تھا۔ مگر اس کی تلاش قسمت نے امریکہ کے ایک فلم بنانے والے، ایک جیالوجسٹ اور ایک خلائی سائنس دان کے لئے لکھ چھوڑی تھی جنہوں نے اس افسانوی شہر کی تلاش میں بھرپور حصہ لیا اس کا نام ڈاکٹر رانلڈ بلام ہے جو کیلی فورنیا کی جیٹ پروپلشن لیبارٹری میں کام کرتے ہیں۔

میکڈانلڈ. ڈاکٹر بلام اوبار شہر کی اصل حقیقت کیا تھی؟

ڈاکٹر بلام. اوبار ایک ایسا شہر تھا جہاں لوبان کی تجارت ہوتی تھی۔ یہاں سے اونٹوں کے کارواں لمبے سفروں کے لئے روانہ ہوتے تھے۔ گویا یہ امریکہ کے شہر سینٹ لوئیس کی طرح تھا جہاں ہر جگہ سے لوگ آتے تھے تا وہ آگے مختلف مقامات کو روانہ ہو سکیں۔ گویا اوبار ایک مرکزی مقام تھا جہاں سے لوگ دور دراز سفروں کے لئے تیاری کے بعد روانہ ہوتے تھے۔

میکڈانلڈ. کیا "اوبار" شہر صحرا کے لمبے سفر پر روانہ ہونے کے لئے آخری مقام تھا؟

ڈاکٹر بلام. بالکل ٹھیک۔

ڈاکٹر میکڈانلڈ. کیا اوبار ایک بہت بڑا شہر تھا؟

ڈاکٹر بلام. بذات خود ایک بہت بڑا شہر نہ تھا شہر کے مرکزی مقام میں ایک کنواں تھا جس کے ارد گرد قلعہ تعمیر تھا۔ جس کسی کا پانی پر کنٹرول تھا وہ ہر چیز پر کنٹرول رکھتا تھا۔ کنویں کے ارد گرد تاجروں کی اور مسافروں کی ایک کمیونٹی آباد تھی جو یہاں لین دین کے لئے آتے یا کارواں میں شامل ہونے کے لئے آتے تھے تو بذات خود شہر چھوٹا تھا مگر اس میں ایک بہت بڑی عارضی آبادی مقیم رہتی تھی۔

میکڈانلڈ. یہ شہر نخلستان گم کیسے ہوا؟

ڈاکٹر بلام. اس کے گم ہونے کا قصہ بہت دلچسپ ہے کہتے ہیں کہ اوبار کا آخری بادشاہ شداد ابن عاد بہت ریاکار انسان تھا اس کے رہنے سہنے کا طریق عیاش دولت مندوں جیسا تھا۔ اور قرآن حکیم کی آیات کے مطابق اوبار قہر الٰہی کے تحت اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے دنیا سے نیست و نابود ہوا۔ اس کے دنیا سے مٹ جانے کی کہانی بڑی دلچسپ ہے۔ ۳۰۰ بعد مسیح کے لگ بھگ لوبان کی تجارت ایک دم ختم ہو گئی اور اس کی قیمت گر گئی تو شاید اس لحاظ سے یہ اوبار کی اقتصادی موت تھی جبکہ انسان اوبار کے اصل مقام پر جا کر جو بات مشاہدہ کرتا ہے اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اوبار کا مرکزی قلعہ ایک Sink—Hole میں گر کر تباہ ہوا تھا جو کہ فی الحقیقت ان کی پانی کی سپلائی کا اصل ذریعہ تھا تو یوں کہہ لیں کہ قلعہ کا انجام تباہ کن ہوا مگر اس تباہ کن واقعہ کی اصل تاریخ ابھی تک معین نہیں ہو سکی۔

میکڈانلڈ. مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ایک ناسا کا سائنس دان اور جیالوجسٹ اوبار کے گم شدہ شہر کی تلاش میں کیسے شامل ہوا؟

ڈاکٹر بلام. بہت عجیب اور حیران کن طریق سے۔ ۱۹۸۱ء میں خلائی جہاز میں جو پہلا ریڈار ایجنگ کا تجربہ ہوا تھا میں اس تجربہ میں خوش قسمتی سے شامل تھا اس تجربہ میں ہم نے دیکھا کہ ریڈار کے ذریعہ صحارا کے ریگستان کی جو تصاویر لی گئیں اس میں ہم ریت کے نیچے جو کچھ دفن تھا اس کی منظر کشی کر سکتے تھے۔ درحقیقت ریت کے نیچے ہم آسانی سے دو میٹر تک مدفون اشیاء اور زمین کے مناظر کو بڑی آسانی سے دیکھ سکتے تھے۔ جب اس تجربہ کے ریزلٹ منظر عام پر آئے تو ہمیں سینکڑوں افراد کے فون آئے۔ ان میں سے بعض ایک افراد اپنے خاندان کا چھپایا ہوا خزانہ تلاش کرنا چاہتے تھے۔ بعض ایک افراد نے ہم سے یہ استفسار کیا کہ اگر ہم ان کو فلاں علاقے کے نیچے مدفون اشیاء کی تاریخ بتلا دیں تو باقی کا وہ خود تلاش کر لیں گے تو گویا عجیب عجیب قسم کے لوگ ہمیں فون کیا کرتے تھے۔

ان لوگوں میں سے تاہم ایک شخص جس نے ہمیں فون کیا اس کا نام نکولس کلیپ تھا جو لاس انجلیز میں فلمیں بناتے ہیں اور جو عمان ملک کا سفر کر چکے تھے۔ ان کو اوبار شہر کے گم ہونے، اس کے محل وقوع کا کچھ اندازہ ضرور تھا۔ ان کو یہ بھی علم تھا کہ اوبار قہر الٰہی کے مطابق نیست و نابود ہوا تھا تو ان کی تحریک پر ہمیں یہ خیال آیا کہ ہمارے پاس ٹیکنالوجی موجود ہے کیوں نہ اس ٹیکنالوجی کو اس گم شدہ صدیوں پرانے شہر کی تلاش میں استعمال کیا جائے تو یہ ہمارے اس مہم میں شامل ہونے کی بنیادی وجہ تھی۔

میکڈانلڈ. جب خلائی جہاز کے ریڈار سے ریت کے نیچے شہر کی تصاویر لیں تو آپ نے کیا دیکھا تھا؟

ڈاکٹر بلام. ہم نے ریت کے نیچے شاہراہوں (ہائی ویز) کے آثار دیکھے جس سے ہمیں یہ احساس ہوا کہ اس علاقہ میں تجارت کا ایک منظم سسٹم قائم تھا۔ شاہراہوں کا نشان ملنے سے ہماری ہمت بڑھ گئی۔

میکڈانلڈ. جب آپ یہ کہتے ہیں کہ آپ نے شاہراہوں کے نشان (Tracks) دیکھے تو یہ ٹریکس کس قسم کے تھے؟

ڈاکٹر بلام. ریڈار سے لی ہوئی تصاویر کے تعبیر کرنے کے لحاظ سے ہم نے جو امیجز (Images) دیکھے وہ سیدھے خطوط کی صورت میں تھے جو ہمیں قدرتی نہ لگے بلکہ وہ ایسے راستے اور سڑکیں دکھائی دئے جو ایک مقام سے دوسرے مقام تک جاتے تھے۔ یہ گویا امریکہ میں کسی شہر میں "فری وے" سسٹم کا نقشہ دیکھنے کے برابر تھا جب ہم نے یہ تمام امیجز اکٹھے ملا کر دیکھے تو ہمیں یہ پتہ چلا کہ یہ درحقیقت ایک مرکزی مقام پر لانے والے راستے تھے۔ Concentration Points. جو نخلستان کے اندر موجود تھے ان مرکزی مقامات میں سے ایک مقام اوبار شہر کے بالکل اندر جا پہنچا۔ موجودہ حالات میں یہ ایک ماڈرن گاؤں ہے اور اس گاؤں میں رہنے والے افراد کو اوبار کے نیست و نابود ہونے کے قصہ کا بخوبی علم ہے لیکن ان کو یہ خبر نہ تھی کہ وہ عین اس مقام پر آباد ہیں ان کا خیال تھا کہ اوبار صحرا کے اندر دور کہیں آباد تھا۔

میکڈانلڈ. ریڈار ایجنگ سے جو شاہراہوں کے نشانات آپ نے دیکھے کیا آج بھی وہ زیر استعمال ہیں؟

ڈاکٹر بلام. ان صحرائی سڑکوں یا شاہراہوں میں سے بہت سی اب بھی زیر استعمال ہیں۔ آج سے دو تین ہزار سال قبل جو صحرائی راستے لوگ استعمال کرتے تھے وہ آج بھی استعمال ہو رہے ہیں یہ درحقیقت ایک معمہ ہے۔

میکڈانلڈ. لیکن آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ صحرائی راستے درحقیقت ہزاروں سال پرانے تھے نہ کہ جدید؟

ڈاکٹر بلام. ان صحرائی راستوں کے پرانے ہونے کی ایک دلیل یہ تھی کہ ہمیں ان شاہراہوں کے ساتھ پڑے ہوئے جو پرانے برتن، اوزار اور کھلونے ملے وہ ہزاروں سال پرانے تھے۔ یا یوں سمجھ لیں کہ اگر آپ کو کسی شاہراہ پر پیپسی کا کین (Pepsi Can) ملے تو آپ مزید تلاش کریں گے تو آپ کو چھوٹے راستوں کے درمیان مزید چیزیں ملیں گی۔ پھر ان راستوں پر پتھر کے زمانے کے اوزار بھی ملے۔ یوں اس سے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ یہ راستے بڑے عرصہ سے موجود تھے اور یوں اس بات سے اس علاقہ کی عمر کا اندازہ بھی لگایا جا سکتا ہے۔

میکڈانلڈ. جب آپ نے اوبار شہر کے مقام کا صحیح تعین کر لیا تو جب آپ وہاں گئے تو اس جگہ کو کیسا پایا؟

ڈاکٹر بلام. قلعہ کی دیواریں دوہرے بلاک سے بنی ہوئی تھیں اس کا بہت سا حصہ تو نیست و نابود ہو چکا تھا۔ وہاں بہت سارے مینار بھی ہمیں ملے جو کم از کم تیس سے چالیس فٹ اونچے تھے۔ تو جو کچھ وہاں اب موجود ہے وہ بہت خستہ حالت میں ہے مگر جو کچھ ہے وہ تحقیق کا شوق رکھنے والے شخص کے لئے کافی ہے۔

ماہرین آثار قدیمہ اب وہاں کھدائی کا کام کر رہے ہیں۔ عمان کی حکومت نے ایک کمپنی کے ساتھ تین سال کا معاہدہ کیا ہے۔ کھدائی کے ساتھ ساتھ بہت ساری نئی چیزیں دریافت ہو رہی ہیں وہاں کے کنویں کا اصل مقام مل گیا ہے گویا اس طرح وہاں بہت کچھ قابل دید ہے۔

میکڈانلڈ. آثار قدیمہ میں سے کیا وہاں کوئی ایسی چیز ملی ہے جس سے اندازہ ہو سکے کہ "اوبار" پر تباہی کیسے نازل ہوئی؟ یہ زمین دوز کیسے ہو گیا؟

ڈاکٹر بلام. شہر کے لئے پانی کی سپلائی ایک سنک ہول سے آتی تھی۔ شہر کے ارد گرد کی زمین میں لائم اسٹون بہت تھا۔ یہ "سنک ہول" گویا لائم اسٹون میں ایک بہت بڑا گڑھا تھا۔ یا یوں کہہ لیں قلعہ کے وسیع و عریض کمپلیکس کے نیچے غار تھی جہاں سے پانی نکالا جاتا تھا۔ یہ غار اس سنک ہول میں زمین دوز ہو گئی جو پورے قلعہ کو نگل گئی۔ ایسے واقعات فلوریڈا امریکہ میں اکثر وقوع پذیر ہوتے رہتے ہیں جہاں سننے میں آتا ہے کہ فلاں کا گھر "سنک ہول" میں دھنس کر تباہ ہو گیا۔

یہ واقعہ کب ہوا۔ اس کی تاریخ بہت اہم ہے۔ مگر اس کا صحیح تعین ابھی تک نہیں ہو سکا شاید اوبار شہر کے دنیا سے نیست و نابود ہونے یا قہر الٰہی کا مورد ہونے کا یہ ایک ذریعہ تھا۔ جب یہ واقعہ رونما ہوا اس وقت اگر وہاں لوگ موجود تھے تو امید ہے کھدائی کرنے پر اور بھی اسباب و اشیاء ملیں گی۔ اگر یہ شہر زمین میں رفتہ رفتہ دھنسنا شروع ہوا یا اس وقت زمین میں دھنس گیا جب لوگ وہاں سے بھاگ چکے تھے تو شاید وہاں "سنک ہول" کے علاقہ میں کچھ بھی نہ ہو۔ بہرحال یہ ایک ایسی دل سوز کہانی ہے جو ابھی لوگوں نے نہیں سنی۔

مصادر

1. Lost city of Ubar — 16th April 1994. Canadian Broadcasting Corporation, Toronto, Host: Bob Macdonald
2. Dr. Ronald Blom, Jet Propulsion Laboratory, NASA. 4800 — Oakgrove Dr. Pasadena 91109-8099 U.S.A.
3. Ubar, Fabled Lost City, Found by L. A. Team The Los Angeles Times — Feb. 5, 1992, section AI, A12
4. The Glorious Koran — M. Pickthall, p.439.
5. Tafseere Saghir — Hazrat Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad
6. The Whig-Standard, Kingston, Feb. 5, 1992

بقیہ مختصرات از صـ ۱

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کے حوالہ سے فرمایا کہ آپ کو جو سب سے بڑا معجزہ عطا ہوا وہ یہی قرآن مجید کا معجزہ ہے جس کے اندر بے شمار معجزات پنہاں ہیں۔ بطور مثال تخلیق عالم اور تخلیق انسان کی بعض تفاصیل کا قرآنی آیات کے حوالہ سے ذکر فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کے ضمن میں فرمایا کہ قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتداری معجزات کو دوسروں کے لئے صداقت کی دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا گیا کیونکہ اقتداری معجزات مومنوں کے ازدیاد ایمان کے لئے ہوتے ہیں۔ معجزات کی دوسری قسم اعجازی معجزات کی ہے جو مخالفین کے سامنے صداقت کی دلیل کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں اور اس کی بکثرت مثالیں قرآن مجید میں مذکور ہیں۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف مردوں کو زندہ کرنے کا جو معجزہ منسوب کیا جاتا ہے اس کا تفصیلی اور تنقیدی جائزہ بیان کرتے ہوئے مانچسٹر کے ایک مشہور پروفیسر کے ایک بیان پر تفصیلی محاکمہ فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا کہ نبیوں کے ذریعہ جن مردوں کو زندگی عطا ہوتی ہے وہ روحانی مردے ہوتے ہیں اور اس احیائے روحانی کا اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے۔ (ملاحظہ ہو سورۃ الانفال آیت ۲۵)۔

جمعۃ المبارک ۱۰ فروری ۱۹۹۵ء:

معمول کے مطابق جمعۃ المبارک کی مصروفیات کی وجہ سے درس القرآن نہیں ہوا۔ آج ایک سابقہ پروگرام "ملاقات" دوسری بار دکھایا گیا۔

(ع - م - ر)

خطبہ جمعہ

وہ حسن خلق جو توحید کی طرف لے کے جاتا ہے اور توحید اس کے اندر ایک نئی جلا دکھاتی ہے اور اس کے اندر نئی قوتیں پیدا کرتی ہے اس حسن خلق کو اپنانے کی کوشش کریں۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۱۳ جنوری ۱۹۹۵ء مطابق ۱۳ صلح ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾.

ہر دین میں اخلاق کو ایک ایسا مقام اور مرتبہ حاصل ہے گویا وہ دین کی روح ہے اور اخلاق کے لحاظ سے جو یہ تصور پایا جاتا ہے کہ دین ایک الگ بات ہے اور اخلاق ایک الگ چیز ہے اور بے دینوں میں بھی اعلیٰ اخلاق ملتے ہیں اس اشتباہ کو پہلے دور کرنے کی ضرورت ہے۔ اخلاق تو انسانی تعلقات کے عمدہ اور بہتر اور گہری قدروں پر مبنی ہونے کو کہتے ہیں اور صرف انسانی تعلقات کے ساتھ ہی اخلاق کا واسطہ نہیں بلکہ بعض دوسری چیزوں سے بھی مثلاً جانوروں سے تعلقات کے معاملے میں بھی اخلاق کو ایک اہم کردار ادا کرنا پڑتا ہے۔ پھر تمام دوسری چیزوں کے ساتھ بھی اخلاق کا ایک تعلق ہے خواہ وہ بے جان بھی ہوں۔ تو اخلاق کی تعریف کو جتنا آپ وسیع تر کرتے چلے جائیں گے اتنا ہی اخلاق کا دائرہ بھی بڑھتا چلا جائے گا مگر سوال یہ ہے کہ مذہبی خلق اور غیر مذہبی خلق میں کیا فرق ہے اور اسلام جب اخلاق کی طرف ہمیں بلاتا ہے تو اس سے کیا مراد ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جب اخلاق کی بات فرمائی تو اسے عین دین ہی سمجھا ہے بلکہ دین کا بہترین حصہ قرار دیا ہے چنانچہ ابی الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا "مَا مِنْ شَيْئٍ فِي الْمِيْزَانِ أَثْقَلُ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ" (ابو داؤد)۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہ فرماتے تھے کہ خدا کے تول میں کوئی چیز اچھے اخلاق سے زیادہ وزن نہیں رکھتی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو میزان مقرر کر رکھے ہیں جن میں بندوں کا حساب کیا جائے گا ان میں سب سے زیادہ وزنی چیز اچھے اخلاق ہوں گے۔ تو دین کا ماحصل اخلاق ہیں اور اعلیٰ اخلاق سے دین کا فیصلہ ہوگا کہ کسی کا دین کیا ہے۔ اس کی روشنی میں ایک بات تو قطعی طور پر ثابت ہوئی کہ اخلاق کو دین سے الگ نہیں کیا جا سکتا بلکہ اخلاق دین کا پیمانہ بنتے ہیں۔ خدا کے نزدیک کسی کے دین کے سچا ہونے یا اچھا ہونے کی علامت اس کے اخلاق ہوں گے۔ اگر اخلاق برے ہوں گے تو اس کا دین برا ہے یا وہ دین کے معاملے میں برا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے متعلق فرمایا پوری حدیث مجھے اس وقت یاد نہیں علی مکارم الاخلاق کے لفظ تھے جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا تھا کہ میں مکارم اخلاق پر مبعوث کیا گیا ہوں [اس حدیث کے اصل الفاظ سے متعلق وضاحت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اگلے جمعہ یعنی ۲۰ جنوری کے خطبہ میں فرمائی ہے۔ مرتب]۔ اب یہ حدیث بہت ہی گہری حدیث ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ میری بعثت وہاں ہوئی ہے جہاں اخلاق اپنے انتہا کو پہنچتے ہیں وہاں سے میں مضمون کو بڑھا کر آگے لے کے جاتا ہوں اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں اعلیٰ اخلاق کے ساتھ پیدا کیا گیا ہوں۔ "بعثت علیٰ مکارم الاخلاق" کا مطلب یہ ہے کہ جہاں اعلیٰ خلق اپنی انتہا کو پہنچے وہاں میرا قدم تھا اور وہاں سے میں نے پھر معاملے کو آگے بڑھایا ہے۔ یہ مفہوم قرآن کریم کی اس آیت کی تائید میں ہے یا قرآن کریم کی یہ آیت اس پر روشنی ڈالتی ہے "هُدًى لِّلْمُتَّقِيْن" کہ یہ کتاب اور صاحب کتاب بھی لازماً اس میں داخل ہو جاتا ہے متقیوں کو ہدایت دینے والی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا جو یہ ارشاد ہے کہ میں مکارم الاخلاق پر فائز فرمایا گیا ہوں یا وہاں سے میری بعثت شروع ہوئی ہے اس نے اس مسئلے کو حل کر دیا جو دین اور دنیا کے اخلاق کے درمیان فاصلہ دکھائی دیتا تھا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ دنیا کے خلق اگر کامل ہوں اور اچھے ہوں تو لازماً ان کے نتیجے میں مذہب پیدا ہوتا ہے اور مذہب اعلیٰ خلق کی بنیاد پر ہی قائم ہوتا ہے اس کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ یہ بہت اہم اور گہرا مسئلہ ہے کہ سچا خلق وہ ہے جس کے نتیجے میں مذہب پیدا ہوا اور کوئی مذہب سچا نہیں جس کی بنیاد اعلیٰ اخلاق پر نہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی کے حالات تو ہمیں معلوم ہیں بہت کثرت کے ساتھ روایات میں آپؐ کی نبوت سے پہلے کے اخلاق بھی محفوظ کر دیئے گئے ہیں لیکن دیگر انبیاء جن کے حالات ہمیں معلوم نہیں، جس حد تک بھی معلوم ہیں، وہ یہی پتہ دیتے ہیں کہ تمام انبیاء کی بنیاد اخلاق پر تھی اور اخلاق پہلے تھے مذہب بعد میں آیا ہے اور کبھی یہ نہیں دیکھا گیا کہ ایک بد خلق انسان کو مذہب نے با اخلاق بنایا ہو اور اس طرح وہ اس سلسلے میں نبی بن گیا ہو۔ کسی بد خلق کو خدا نے نبوت کے لئے نہیں چنا۔ تو جو دنیا کے اخلاق دکھائی دیتے ہیں ان میں اگر سچائی ہو تو وہ مذہب کی طرف لے جانے والے ہیں مذہب کے علاوہ اپنی ذات میں کوئی مستقل حیثیت نہیں رکھتے بلکہ وہی خلق جب ترقی کرتے ہیں تو وہ مذہب پر منتج ہوتے ہیں اور یہ وہ فلسفہ ہے جو در حقیقت خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ لینن جیسا شخص جو دہریہ تھا خدا کی ہستی کا قائل نہیں تھا اس نکتے کو بہرحال وہ سمجھ چکا تھا کہ اگر ہم نے اخلاق کو قبول کر لیا تو لازماً ہم خدا کی طرف مائل ہو جائیں گے۔ چنانچہ بہت لمبا عرصہ اس کا اختلاف رہا اپنے اور کیمونسٹ راہنماؤں سے اور اس پر اس نے کتاب بھی لکھی اور لمبے مضامین بھی درج کئے۔ اس کا مبحث یہ تھا، لڑائی اس بات پر تھی کہ کیمونسٹ لیڈر شپ میں بعض لوگ یہ کہتے تھے کہ اخلاق کے بغیر ہمارا گزارا نہیں ہے اس لئے ہمارا نظام ناکام ہو جائے گا اگر ہم نے اخلاق کو ترک کر دیا تو ہمیں ضرور اخلاق کی طرف واپس لوٹنا ہے۔ اور لینن کہتا تھا کہ اگر تم نے یہ بات تسلیم کر لی تو تم خدا کی طرف لوٹو گے۔ اس خدا کی طرف لوٹو گے جس کو تم بھی خیرباد کہہ آئے ہو اور میں بھی کہہ آیا ہوں جس خدا سے مارکس نے ہمارا تعلق ہمیشہ کے لئے منقطع کر دیا تھا تو یہ کیوں نہیں کہتے کہ تم مذہبی ہوگئے ہو۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ ہم لامذہبیت سے مذہب کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ نہ وہ یہ کہنا چاہتا تھا نہ اس میں یہ جرات تھی یعنی اس کا مدمقابل Bogdanov بہت مشہور روسی لیڈر تھا، اس کا ساتھی بھی تھا۔ وہ یہ تو نہیں کہتا تھا مگر اس کے بغیر اپنی بات پوری کرنا چاہتا تھا اس کی بات میں گہری سچائی تھی کہ کوئی بھی دنیا کا نظام اخلاق کے بغیر چل نہیں سکتا خواہ وہ مذہبی نظام ہو یا غیر مذہبی نظام ہو اور لینن کی بات بھی سچی تھی کہ یہ ناممکن ہے کہ اخلاق حقیقی ہوں اور وہ خدا کی طرف نہ لے جائیں کیونکہ اخلاق کا منبع خدا ہے اور اخلاق خدا سے پھوٹتے ہیں اور خدا ہی کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہ تفصیلی بحث تو اس وقت موقع نہیں ہے اس میں پڑ کے وجہ بتاؤں کہ کیوں لینن سچا تھا، کیوں اخلاق لازماً خدا کی طرف لے جاتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اس ارشاد کی روشنی میں جو میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے یہ حقیقت تو خوب کھل جاتی ہے کہ اخلاق اگر سچے ہوں تو وہ ضرور خدا کی طرف لے کے جاتے ہیں اور خدا والوں کا قدم اعلیٰ اخلاق پر ہوتا ہے وہاں سے ان کی بلندی کا سفر شروع ہوتا ہے۔ جہاں دنیا کا سفر ختم ہو جاتا ہے وہاں سے وہ دوسرا قدم اٹھاتے ہیں جو آسمان کی بلندیوں کی طرف ان کو لے جاتا ہے۔

تو دنیاوی خلق بھی اچھے ہو سکتے ہیں مگر اگر وہ Dead ہوں یعنی ان کے اندر زندگی نہ ہو اور مزید نشوونما پانے کی صلاحیت نہ رکھتے ہوں تو وہ مردہ چیزیں ہیں، اخلاق کی نقالی ہے مگر اخلاق نہیں کہلا سکتے۔ اور ایسے اخلاق جو نقالی ہوں، جن میں گہری روح نہ ہو وہ ہمیشہ آزمائش کے زلزلوں پر آکر منہدم ہو جایا کرتے ہیں، ان کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ اس لئے بھی ضروری ہے کہ اخلاق کی اگر حفاظت کرنی ہے تو خدا سے تعلق جوڑو۔ خدا کے تعلق کے بغیر وہ اخلاق جو سرسری ہیں، دیکھنے میں اچھے بھی دکھائی دیں تو ان میں زندہ رہنے کی صلاحیت نہیں ہوتی اور جب بھی دنیا میں جنگیں ہوئی ہیں اور عظیم ابتلاء آئے ہیں یہ بات بار بار کھل کر ثابت ہوئی ہے کہ وہ لوگ جن کے اخلاق کی

بنیاد خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان پر تھی ان کے اخلاق کو کبھی ٹھوکر نہیں لگی۔ سخت سے سخت آزمائشوں میں مبتلا کئے گئے مگر ان کے اخلاق اپنے حال پر قائم رہے اور زلزلے ان کو منہدم نہ کر سکے، گرا نہیں سکے۔ لیکن وہ قومیں جو بہت ہی اعلیٰ اخلاق پر فائز دکھائی دیتی رہی ہیں جب بھی ابتلاء آئے ہیں اور زلازل آئے ہیں تو ان کے اخلاق اس طرح منہدم ہوگئے کہ ان کی کوئی حیثیت ہی نہیں تھی۔

جنگ عظیم کا حال آپ پر روشن ہے آج بھی کبھی کبھی ان مظالم کی داستانیں دہرائی جاتی ہیں بعض Documentries پیش کی جاتی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ جنگ عظیم کے دوران مغربی قوموں نے خود دوسری مغربی قوموں پر کیسے کیسے مظالم توڑے ہیں۔ ایسے خوفناک نقشے دکھائے جاتے ہیں کہ ان کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ دراصل دہریت کی پیداوار ہے۔ وہ اخلاق جو دہریت کے ارد گرد ملمع کے طور پر ہوں ان کی قطعاً کوئی حیثیت نہیں ہوتی بلکہ جب وہ ملمع اترتا ہے تو اندر سے ایک خوفناک بھیڑیا یا اس سے بھی زیادہ ظالم جانور نکلتا ہے باہر۔ اور وہ پنجے باہر نکالتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ محض ایک دکھاوا تھا ورنہ درحقیقت اندر کچھ بھی نہیں تھا۔

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جن اخلاق پر فائز ہوئے ہیں وہ زندہ اخلاق تھے، یقینی تھے اور اسی وجہ سے آپ کو نبوت پر سرفراز فرمایا گیا اور پہلے انبیاء بھی اخلاق ہی کے رستے سے نبوت پر فائز ہوئے مگر وہ سب اخلاق جن پر وہ فائز تھے ان سب کو مکارم الاخلاق نہیں کہا جاسکتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا قدم جن اخلاق پر پڑا ہے ان میں سے ہر ایک، ایک چوٹی تھا۔ کوئی بھی ایسا خلق نہیں ہے جو اپنے دائرے میں چوٹی کا خلق نہ ہو، وہاں سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نبوت کا سفر شروع ہوتا ہے۔ پس آپ جب فرماتے ہیں "اثقل من حسن الخلق" کہ خدا کی میزان میں حسن خلق سے بہتر اور کوئی وزن دار چیز نہیں تو یہاں کسی ایسے خلق کا ذکر نہیں جو مذہب سے الگ خلق ہو بلکہ حقیقت میں مذہب ہی کی تعریف کی گئی ہے۔

> **مذہب اعلیٰ خلق کی بنیاد پر ہی قائم ہوتا ہے اس کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ سچا خلق وہ ہے جس کے نتیجے میں مذہب پیدا ہو اور کوئی مذہب سچا نہیں جس کی بنیاد اعلیٰ اخلاق پر نہ ہو۔**

مذہب اعلیٰ اخلاق سے پھوٹتا ہے اور اعلیٰ اخلاق کو مزید صیقل کرتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ خدا سے بندے کا تعلق کراتا ہے اور خدا تعالیٰ کا کسی اپنے ایسے بندے سے تعلق قائم نہیں ہوسکتا جو بد خلق ہو۔ اس لئے روزمرہ کی زندگی میں جو لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہے تو بڑا نیک مگر بڑا بداخلاق ہے۔ یہ بالکل جھوٹی بات ہے۔ یا وہ بداخلاق نہیں ہے یا وہ نیک نہیں ہے۔ کیونکہ نیکی کے ساتھ بد خلقی چل ہی نہیں سکتی۔ نیکی کا وسیع دائرہ اخلاق کے تمام دائرے پر حاوی ہوتا ہے اور بد خلقی اور نیکی کے اندر ایک تضاد پایا جاتا ہے جو اکٹھے نہیں رہ سکتے۔

بعض لوگ کہتے ہیں جی نمازیں تو بہت پڑھتا ہے لیکن یہ یہ باتیں بھی ہیں۔ تو جو جو باتیں ہیں ان ان باتوں میں نمازوں کی نفی ہوگئی ہے۔ پس محض ظاہری دین پر عمل کرنا کافی نہیں جب تک کہ جس حصے پر عمل ہو رہا ہے اس حصے کے اخلاق بھی صیقل نہ ہو جائیں۔ دین کے مختلف حصے ہیں اور ہر حصے کا کسی نہ کسی انسانی خلق سے ضرور تعلق ہے تو اگر کلیۃً کوئی سوفیصدی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیروی نہیں کر سکتا تو کم سے کم اس راز کو سمجھ لے کہ اگر وہ سچا ہے اپنے خلق میں تو اتنا حصہ اس کا دین کا اور زیادہ روشن ہو جانا چاہئے۔ اور اگر وہ دین میں سچا ہے تو یہ ناممکن ہے کہ اس کے دین کے سائے تلے بد خلقی پنپ رہی ہو اس لئے جہاں جہاں بد خلقی ہے وہاں بے دینی کی علامت ہے وہاں اگر دہریت کی نہیں تو خدا پر ایمان میں نقص کی علامت ہے۔

پس اس طرح ہر انسان اپنی ذات کا تعارف خود حاصل کر سکتا ہے۔ کتنا بد خلق ہے اور کتنا دیندار ہے کسی اور حوالے کی ضرورت نہیں خود انسان اپنی ذات میں کھو کر مختلف موقعوں پر اپنے رد عمل کو دیکھے چھوٹی سی بات کے اوپر بعض دفعہ اتنے ہنگامے کھڑے کر دیئے جاتے ہیں کہ اس کے نتیجے میں بعض دفعہ خاندان ٹوٹ جاتے ہیں بعض دفعہ اور بہت بڑی بڑی مصیبتیں ٹوٹ پڑتی ہیں۔ لیکن وہ چھوٹی سی بات ایک شخص کی انا کا مسئلہ ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے یہ ہوتا کون ہے میرے سامنے یہ کہنے والا۔ اور یہ انا جو ہے یہ ایسی دھوکے والی چیز ہے کہ بعض دفعہ بعض لڑائیاں اس بات پر ہوئی ہیں کہ اس نے مجھے جھوٹا کہہ دیا ہے یہ کون ہوتا ہے مجھے جھوٹا کہنے والا میں کہاں سے جھوٹا ہو گیا۔ اور ایک دفعہ میں نے شاید پہلے بھی ذکر کیا تھا یا نہیں۔ ایک صاحب جن کو میں جانتا تھا کہ بے حد جھوٹے ہیں ان کا کسی سے مقدمہ ہوا اور انہوں نے میری طرف حوالہ بھیجا وہ اور خلاصہ یہ تھا کہ دیکھیں اس نے مجھے جھوٹا کہا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ میں جھوٹا نہیں ہوں۔ اب میں اس کو کیا جواب دیتا؟۔ جس کا جھوٹ مشہور تھا سب جانتے تھے کہ وہ جھوٹا ہے معلوم ہوتا ہے کہ انانیت اتنا دھوکہ دے دیتی ہے انسان کو کہ خود اپنے آپ سے بھی غافل ہو جاتا ہے اور جو اپنے سے غافل ہوا وہ دنیا جہان سے غافل ہو جاتا ہے اور امر واقعہ یہ ہے کہ جو اللہ سے غافل نہ ہو وہ اپنے آپ سے غافل ہو ہی نہیں سکتا۔ یہی مضمون ہے جو قرآن کریم نے ہمیں سمجھایا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑲ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ⑳

(الحشر:۱۹-۲۰)

دیکھو ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے خدا کو بھلا دیا "فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ" تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے ان کو اپنے آپ کو بھلا دیا اب اپنے آپ کو کون بھولا کرتا ہے سوائے اس پاگل کے جس کو ہوش ہی نہ رہے تو یہاں اپنے آپ کو بھلانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے حال سے بے خبر ہو جاتے ہیں، ان کو اپنے نقائص کا علم ہی نہیں رہتا اور وہ ایک غفلت کی حالت میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اپنی ذات سے زیادہ قریب اور انسان کس کے ہوسکتا ہے مگر اپنی ذات میں رہتے ہوئے اپنی ذات سے بے خبر رہتے ہیں اور ان کو پتہ ہی نہیں میں کون ہوں اور میں کیا ہو رہا ہوں۔ تو یہ بہت بڑی مصیبت ہے اور یہ یاد رکھیں کہ اللہ سے سب خلق کا تعلق ہے جو خدا کے شعور میں رہتا ہے وہ اپنے شعور میں بھی رہتا ہے۔ جو خدا کو بھلا دیتا ہے خدا کا شعور اس کے دل سے اٹھ جاتا ہے اس سے اپنے نفس کا بھی شعور اٹھ جاتا ہے تو خلق کا بھی یہی حساب ہے۔

تمام وہ خلق جو اللہ کے تعلق سے پیدا ہوتے ہیں وہ دنیا کے تعلقات پر بھی اسی طرح اعلیٰ درجے پر اثر انداز ہوتے ہیں جیسے اللہ کا تعلق کسی بندے پر اثر انداز ہوتا ہے۔ آپ اپنا تعلق خدا سے درست کریں تو اس کا نام بھی ایک خلق ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو مکارم الاخلاق پر قدم رکھ کر سفر شروع کیا ہے تو مراد یہ ہے کہ وہ لمحہ جب خدا آپ پر ظاہر ہوا اور واضح طور پر اپنی طرف آنے کی ہدایت کی ہے اس سے پہلے بھی آپ اخلاق میں کامل تھے لیکن وہ ایک سرشت کی صفائی تھی، ایک فطرت کی نفاست تھی جس کو خدا تعالیٰ خلق کا نام دیتا ہے لیکن بہترین تھی، ایسی روشن تھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر آسمان سے شعلہ نور نہ بھی گرتا تب بھی وہ ایک پاک سرچشمہ تھا اخلاق کا کہ از خود بھڑک اٹھنے کے لئے تیار تھا۔ مگر جو باقی سفر ہے وہ پھر خدا کے حوالے سے خدا سے تعلقات استوار کرنے کا سفر ہے اور خلق کا آخری مقصد خدا سے تعلق درست کرنا ہے دنیا کے تعلقات خلق کا مقصد نہیں ہیں خلق اس لئے پیدا کیا جاتا ہے کہ خدا سے تعلق قائم ہو اور جب خدا سے تعلق قائم ہو جائے تو آج جتنا اعلیٰ خلق ہوگا اتنا تعلق کا معیار بڑھتا چلا جائے گا۔

یہ نکتہ بھی بہت اہم اور محض فلسفیانہ نکتہ نہیں بلکہ روزمرہ کی زندگی سنوارنے کے لئے اس کا سمجھنا بے انتہا ضروری ہے بعض دفعہ Crude لوگ ہوتے ہیں موٹی عقل والے، موٹی باتیں کرنے والے، ان میں نیک بھی ہوتے ہیں۔ یہ فتویٰ باہر سے بیٹھے نہیں لگایا جا سکتا کہ وہ چونکہ Crude ہے، اس کی بات میں سلیقہ نہیں، سختی ہے، کرختگی ہے، اس لئے وہ ضرور بد ہوگا کیونکہ بعض دفعہ اس کے ان عادات میں اس کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ بچپن سے ایسے ماحول میں پلا ہے ایسے حالات اس کو میسر آئے ہیں کہ بد خلقی کے طور پر نہیں بلکہ عادت مستمرہ کے طور پر، ایک جاری عادت کے طور پر اس نے بعض رنگ ڈھنگ سیکھ لئے ہیں اس لئے ضروری نہیں کہ اسے بد خلق کہا جائے مگر کہا جائے یا نہ کہا جائے یہ ہے بد خلقی۔ مگر ایسی بد خلقی نہیں جس میں اس کے ارادے کا دخل ہے اس لئے ایسے لوگ بھی نیک ہوتے ہیں۔

کئی ایسے لوگ مجھے یاد ہے بچپن میں ہم نے دیکھے، بعد میں بھی نظر آئے کہ روزمرہ کی باتوں میں، سلیقے میں بڑے وہ Crude کہتے ہیں جس کو یعنی کرختگی پائی جاتی ہے ان کے مزاج، باتیں کرنے کے طریقے میں، اظہار میں بھی کرختگی پائی جاتی ہے۔ لیکن جس طرح ان کی زندگی دوسرے میدانوں میں اپنے عمل دکھاتی ہے صاف پتہ چلتا ہے کہ نیک لوگ ہیں اور ان کی نیکی کا انکار نہیں ہوسکتا۔ ایسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں سے بھی بعض تھے بچپن سے ان کی پرورش ایسی ہوئی ہے یعنی غیر ماحول سے آئے ہیں جہاں وہ گلیوں میں جس طرح Crude کے ساتھ مقابلے ہوتے ہیں اس طرح ان کی زندگیاں گزریں اور طبیعت میں ایک دبدبہ اور جوش اور سختی سی پیدا ہوگئی۔ نیکی نے اس کو بہت نرم کیا مگر ایک حد تک۔ وہاں ایک سختی کی جوان کی حد جہاں شروع ہوتی تھی وہاں نیکی اس حد کو توڑ نہیں سکی، وہ اپنی جگہ قائم رہتی تھی۔ نیکی کے دائرے میں بھی وہ قائم رہتی تھی۔ چنانچہ ہمارے ایک بزرگ ہوا کرتے تھے وہ صحابی تھے ان کے دماغ میں یہ تھا کہ نماز میں جو صف کے آگے سے گزرے گا چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے منع

فرمایا ہے اس لئے اس کے نتیجے میں کچھ ہونا چاہئے۔ اب دیکھیں اخلاق کے نتیجے میں، اخلاق کے معیار بدلنے سے نیکی کی تعریفیں بھی کتنی بدلتی جاتی ہیں۔ ایک آدمی با اخلاق ہے اور اس کے اندر نرمی پائی جاتی ہے اس کی نماز کے سامنے سے کوئی آدمی گزرے گا تو وہ اس کے لئے استغفار کرے گا، دعا کرے گا اللہ معاف دے اس کو۔ اور ایک یہ تھے یہ دو قدم آگے بڑھ کے اس زور سے دو ہتھڑ مارتے تھے اور تھے مضبوط آدمی کہ وہ لڑھکیاں کھاتا دور جاکے پڑتا تھا اور بعض بچے بے چارے تو حیران رہ جاتے تھے کہ یہ بلا آئی کہاں سے ہے۔ بے دھیانے اپنے خیال میں جا رہے ہیں، یہ نہیں پتہ کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں جن کا اخلاق کا معیار یہ ہے اور وہ ان کو دھکا دے کر پھر جاکے پڑھتے تھے، پھر دیکھ کے اچھا اچھا یہ فلاں صاحب ہیں جو نماز پڑھ رہے تھے تو کافی شہرت ہوئی تھی لوگ ڈر کے گزرا کرتے تھے مگر یہ نہیں میں کہہ رہا کہ چونکہ وہ اس معاملے میں بد خلق تھے اس لئے وہ بے دین بھی تھے نعوذ باللہ من ذالک۔ ان کی ساری زندگی تقویٰ کے ساتھ گزری۔ نیک، مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں شمار لیکن جب اخلاق کرخت ہوں تو خدا سے تعلق میں بھی ایک حد قائم ہو جاتی ہے اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ لیکن جتنے اخلاق اعلیٰ ہوں اللہ کا تعلق بھی اتنا ہی اعلیٰ ہوتا چلا جاتا ہے۔

ایسے اخلاق جو نقالی ہوں، جن میں گہری روح نہ ہو وہ ہمیشہ آزمائش کے زلزلوں پر آکر منہدم ہو جایا کرتے ہیں، ان کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو تمام انبیاء سے بڑھ کر خدا کا قرب حاصل کیا ہے تو اس کا راز اس بات میں ہے کہ آپ کو مکارم الاخلاق پر فائز کیا گیا تھا۔ آپ پہلے ہی اتنے اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے کہ جو سفر وہاں سے شروع کیا ہے اس کے بعد کسی اور کے مقابلے کا سوال ہی نہیں رہتا تھا۔ Lead لے گئے ہیں بہت زیادہ۔ اور پھر خدا کے ہر تعلق میں اپنے خلق کو استعمال کیا ہے۔ اب تعلق کے معاملے میں آپ روز مرہ انسانی تعلقات کے دائرے میں غور کرکے دیکھیں وہ شخص جو اعلیٰ خلق رکھتا ہے وہ رفتہ رفتہ دلوں کو جیتتا چلا جاتا ہے۔ اس سے جب آپ بات کرتے ہیں کوئی معاملہ کرتے ہیں کبھی غلطی بھی کرتے ہیں تو اکثر اس کا ردعمل ایسا ہوتا ہے کہ اس کے نتیجے میں ایک بد خلق انسان بھی سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ زیادتی کرنے والا بھی اگر اس میں کوئی زندگی کی رمق باقی ہو وہ زیادتی چھوڑ کر اس جیسا بننے کی کوشش کرتا ہے جو اس کا اخلاق کے لحاظ سے محسن اور معلم ہو۔

تو اللہ تعالیٰ سے جب انسان اپنی عبادتوں میں یا روزمرہ کے معاملات میں ایک تعلق قائم کرتا ہے تو یہ فیصلہ کہ وہ تعلق کہاں تک اس کو لے جائے گا یہ اس شخص کے اپنے خلق پر منحصر ہوتا ہے۔ جتنا اعلیٰ خلق کا انسان ہو گا اتنا ہی اس کا سفر زیادہ بلندی کی طرف، زیادہ اعلیٰ مقام اور مراتب کی طرف اس کو لے جائے گا۔ اور اسی مضمون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یوں بھی بیان فرمایا "انا عند ظن عبدی بی" کہ اللہ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ میں اپنے بندے کے اپنے متعلق ظن کے مطابق ہو جاتا ہوں۔ وہ مجھے جیسا گمان کرتا ہے (اور اس گمان کے مطابق سلوک کرتا ہے یہ اس میں شامل ہے) میں اسی طرح اس کے لئے ہوتا چلا جاتا ہوں۔ تو ایک شخص کا اخلاق کا دائرہ چھوٹا ہو تو خدا کی ذات لامتناہی ہے اس کے برتن میں خدا اتنا ہی آئے گا جتنا اس کے اخلاق کا دائرہ ہو گا اور ظرف کے مطابق خدا ڈھلے گا۔ پس "اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ" کا مطلب ہے کہ میں ہر شخص کے ظرف کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالتا ہوں۔ اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ میرے سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاؤ تو اپنے ظروف بڑے کرو کیونکہ میں پورا تو تمہارے اندر آ ہی نہیں سکتا مگر تمہیں باقیوں کے مقابل پر اپنے اندر کم دکھائی دیا تو تمہارے برتن کا قصور ہے، میرا قصور نہیں۔ یہ جو ظرف کا مضمون ہے یہی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تعلقات، آپ کی ایک دوسرے کے مقابل پر جو حیثیت تھی اس کو ظاہر کرنے کے لئے قرآن کریم میں استعمال فرمایا ہے موسیٰؑ نے کہا اے خدا مجھے دکھا اپنا چہرہ۔ اللہ نے کہا تجھے ظرف نہیں ہے حالانکہ موسیٰؑ پر بھی تو خدا ظاہر ہوا تھا۔ وہ کیا بات تھی کہ جب بلایا کہ آ میرے پاس اور آگ میں سے ایک آواز آئی، روشنی نکلی۔ تو وہ اگر رویت نہیں تھی تو کیا چیز تھی۔ تو ایک طرف یہ بات ہے دوسری طرف انکار ہو رہا ہے کہ نہیں تو مجھے نہیں دیکھ سکتا اس سے مراد صرف یہ تھی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر جلوہ گر ہونے والے خدا کو دیکھنا چاہتے تھے۔ اور اللہ نے فرمایا کہ تجھ میں یہ طاقت نہیں ہے اس کے لئے اتنا بڑا دل، اتنا بڑا حوصلہ، اتنی بڑی وسعت چاہئے اور اس پہلو سے خدا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ظاہر ہوا ہے تو آپؐ کے مکارم اخلاق سے جو سفر شروع ہوا ہے اس کے نتیجے میں آپؐ کی قلبی اور روحانی وسعتوں کے مطابق نازل ہوا ہے۔ پس روزمرہ کی زندگی میں بھی یہ طور والے واقعات تو نہیں پیش آتے مگر کہانی وہی ہے۔

ازل سے یہی کہانی ہے درجہ بدرجہ دہرائی جاتی ہے کہیں تھوڑی، کہیں زیادہ۔ پس اپنے اخلاق کی فکر کریں اگر آپ بد خلق ہوں تو کیا یہ درست نہیں کہ دنیا بھی آپ کو چھوڑ کر الگ ہو جاتی ہے۔ اپنے بچے بھی جدا ہو جاتے ہیں، بیویاں واویلے کرتی ہوئی طلاقوں کی درخواستیں دینے لگتی ہیں۔ تو جس شخص کا یہ حال ہو اس کا یہ گمان کہ میں بہت نیک ہوں اور اللہ مجھ سے محبت کرتا ہے جہالت کے سوا کچھ بھی نہیں۔ جس کی بیوی بچے متنفر ہو جائیں، جس کا ماحول اس سے بھاگے، ہمسائے پناہ مانگیں اور وہ اس خیال میں زندگی گزار دے کہ میں خدا کا پیارا ہوں اور میں نمازیں پڑھ لیتا ہوں اور میرے لئے بہت کافی ہے، یہ بالکل جھوٹ ہے، جہالت کی زندگی ہے۔ پس اپنے اخلاق کی حفاظت کریں ورنہ آپ دنیا میں نہ گھر میں کامیاب ہو سکتے ہیں، نہ ہی وطن میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور ساری دنیا کو اپنی محبت میں گرفتار کرکے جو آپ نے ان کی اصلاح کرنی ہے اس کی باتیں محض خواب کی باتیں ہیں، ایک دیوانے کی بڑھ ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

اخلاق کی اگر حفاظت کرنی ہے تو خدا سے تعلق جوڑو۔ خدا کے تعلق کے بغیر وہ اخلاق جو سرسری ہیں، دیکھنے میں اچھے بھی دکھائی دیں تو ان میں زندہ رہنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔

تو جتنا میں اخلاق پر زور دے رہا ہوں اس کے کچھ نیک نتائج بھی نکل رہے ہیں لیکن بعض ایسے ضدی ہیں جو اپنی ضد پر اسی طرح قائم ہیں۔ اصل میں جب یہ آواز ان تک پہنچتی ہے تو چونکہ وہ خدا کو بھلا بیٹھے ہیں اس لئے اپنے نفس کو بھی بھلا چکے ہوتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کسی اور کی بات ہو رہی ہے اور یہ ایک ایسا گہرا نفسیاتی نکتہ ہے جو ہمیشہ کارفرما ہوتا ہے اور جہاں بھی ہوتا ہے لوگ اپنے حال سے اندھے ہی رہتے ہیں۔ بعض لوگ اپنا اپنا ایک مقام سمجھ رہے ہوتے ہیں وہ اس سے ہٹ کر سوچ بھی نہیں سکتے۔ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی سے کوئی بات کرنی تھی اور مجلس لگی ہوئی تھی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے کچھ بات کرنی ہے پرائیویٹ یا مجھے یاد نہیں کہ کیا عذر اس وقت پیش فرمایا تھا آپ نے مگر یہ بات کھل کر سامنے لے آئے کہ بہتر ہے کہ جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں بے وجہ وہ اٹھ کر چلے جائیں۔ تو ایک آدھ آدمی اٹھا ہے باقی سب بیٹھے رہے پھر آپ نے دوبارہ کھول کر بات کی تو پھر ایک دو آدمی اٹھ کر چلے گئے اور باقی پھر بیٹھے رہے۔ تو دو تین دفعہ اس طرح ہوا تو آخر حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے فرمایا کہ عوام الناس تو چلے گئے ہیں اب چودھری بھی چلے جائیں۔ مراد یہ تھی کہ جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں وہ عام حکم سے اپنے آپ کو مستثنیٰ سمجھنے لگتے ہیں اور چودھری سے مراد زمیندار چودھری نہیں بلکہ چودھراہٹ کا ایک تصور ہے کہ میں عامتہ الناس نہیں، میں بڑا ہوں۔ تو یہ بیان فرمایا اور واقعہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو اندرونی طور پر بڑا سمجھ رہا ہو اس کو پتہ ہی نہیں لگتا کہ مجھ سے کوئی مخاطب ہو رہا ہے۔ تو جب میں یہ خطبات دیتا رہا ہوں تو بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اپنے آپ کو اعلیٰ اخلاق پر پہلے یہ فائز سمجھ رہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے متعلق نہیں کسی اور کے متعلق باتیں ہو رہی ہیں۔ یہ جو کہا ہے کہ بد خلقی نہ کرو تو ضرور میری بیوی کی بات ہو رہی ہے میری بات نہیں ہو رہی اور شاید وہ پہلے سے بھی بڑھ کر بیوی پہ سختی کر رہے ہوں کہ خطبہ نہیں سنا تم نے، ابھی بھی تم اسی طرح بد تمیزی سے بات کر رہی ہو۔ تو ہر انسان اپنی بد تمیزی کے لئے بھی کچھ ایسے حجرے تعمیر کر لیتا ہے جن میں قلعہ بند ہو کے

SCL

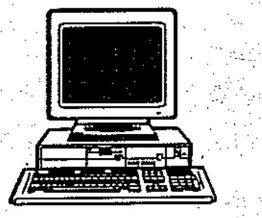

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

بیٹھ جاتا ہے اور بیرونی باتیں اس پر اثرانداز ہی نہیں ہوتیں۔ ہر انسان اپنے آپ کو نہیں دیکھ سکتا تو لوگوں کی نظر کے آئینے سے ہی دیکھنے کی کوشش کرے۔

ایک شخص جس سے سوسائٹی تنگ آئی ہو یہ کیسے ہوسکتا ہے اس کو پتہ نہ لگے کہ میرے خلاف باتیں ہورہی ہیں لیکن ہوتی ہیں تو وہ کہتا ہے لوگ دیکھو سارے میرے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ بس لوگوں کو عادت ہے اٹھ کر میرے خلاف باتیں شروع کردیتے ہیں۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ اس میں کچھ حقیقت ہوتی ہے۔ دنیا یونہی کسی کے پیچھے نہیں پڑا کرتی بلکہ کچھ بدخلقیاں ظاہر ہوتی ہیں جس کے نتیجہ میں رفتہ رفتہ سوسائٹی دور ہونے لگتی ہے۔ تو اپنی فکر کرو، اپنے اخلاق کی نگرانی کرو اور اگر اپنی آنکھ سے دکھائی نہیں دے رہا تو معاشرے کی آنکھ سے دیکھنے کی کوشش کرو کہ تم کیا ہو۔ غالب نے ایک موقع پر اس مضمون کو یوں بیان کیا ؎

سختی سہی کلام میں لیکن نہ اس قدر
کی جس سے بات اس نے شکایت ضرور کی

کہ سختی سہی لیکن یہ تو نہیں کہ جس سے بھی بات کرو وہ شکایت کرے اور جو شکایت کرے تم اس کے پیچھے پڑ جاؤ کہ دیکھو یہ بھی ایک اسی طرح کا ہوگیا، مجھ معصوم پر یہ بھی برسنے لگ گیا، تو جب سب دنیا باتیں کرتی ہے تو اسے نقارہ خدا بھی کہا جاتا ہے یعنی اللہ کی آواز ہوتی ہے لوگوں کی زبانوں سے بلند ہوتی ہے۔

مذہب اعلیٰ اخلاق سے پھوٹتا ہے اور اعلیٰ اخلاق کو مزید صیقل کرتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ خدا سے بندے کا تعلق کراتا ہے اور خدا تعالیٰ کا کسی اپنے ایسے بندے سے تعلق قائم نہیں ہوسکتا جو بدخلق ہو۔

پس وہ لوگ جن کے ساتھ معاشرہ ایسا سلوک کر رہا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ بدخلق ہیں ان کو تسلیم کرلینا چاہئے، اپنی عادتیں بدلنی چاہئیں اور وہ کرنا چاہئے جس کو قرآن کریم دعوت الی اللہ کے لئے ایک کامیاب گر کے طور پر پیش فرماتا ہے "فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ"۔ فرمایا دو قسم کے سفر ہیں، یہاں تو ایک سفر کا ذکر کیا ہے۔ ایک سفر وہ ہے جو میں بیان کرچکا ہوں کہ دوست ہے وہ بھی دشمن بنتے چلے جاتے ہیں۔ قریبی ساتھ چھوڑ دیتے ہیں، بیٹیاں خط لکھتی ہیں باپ کے عذاب سے بچنے کے لئے دعا کی خاطر۔ اور ایک سفر وہ ہے جو قرآن کریم دعوت الی اللہ کا سفر بیان کرتا ہے فرماتا ہے "فاذا الذی بینک و بینہ عداوۃ" اس سفر میں تمہاری صفات ایسی ہونی چاہئیں کہ وہ جو تمہاری جان کا دشمن ہو رفتہ رفتہ تمہارے حسن خلق سے متاثر ہوکر وہ تم پر اپنی جان نچھاور کرنے والا دوست بن جائے۔ یہ صفات تم میں ہوں تو تم کامیاب داعی الی اللہ بن سکتے ہو ورنہ نہیں بن سکتے۔ تو دعوت الی اللہ کا کتنا گہرا راز خدا تعالیٰ نے ہمیں سمجھا دیا اور یہ راز اعلیٰ اخلاق کے بغیر سمجھ آ ہی نہیں سکتا اور یہ وہ سفر ہے جو اعلیٰ اخلاق کے بغیر طے ہو ہی نہیں سکتا۔

پس آپ اپنے خلق کو اس طرح ڈھالیں اور یہ بات اگر بھول بھی جائیں کہ آپ پہلے کیا تھے تو کم سے کم آئندہ کے لئے یہ واضح مقصد اپنے پیش نظر رکھیں کہ آپ نے دوستوں کو دشمن نہیں بنانا، ہر ایسے موقع سے احتراز کرنا ہے جہاں دوست دشمن بن جاتے ہوں اور اس کے برعکس ہر ایسا کام کرنا ہے جس سے دشمن دوست بنتا ہو۔ اللہ فرماتا ہے اگر ایسا کروگے تو پھر تم کامیاب ہو اور یہ مضمون دعوت الی اللہ کا ہے "وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا" یہاں سے بات شروع ہوئی ہے۔ اس سے بہتر بات کہنے والا اور کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے لیکن خود حسن عمل سے اپنے قول کی سچائی کو ظاہر کردے۔ ایسے نیک اعمال والا ہو کہ اگر وہ خدا کی طرف بلائے تو اس کی بات میں اس کے عمل کی وجہ سے حسن پیدا ہو کوئی تضاد نہ ہو۔ یہ مضمون بیان کرتے ہوئے آخر اس بات پر پہنچایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دشمن کو بھی جاں نثار دوست میں تبدیل کرتے چلے جاتے ہیں اور یہ صفات محض جہاد کے دوران سامنے نہیں آتیں یا اس وقت نہیں بنا کرتیں، پہلے روزمرہ اپنے گھر میں یہ تخلیق پاتی ہیں، گھر میں پرورش پاتی ہیں، وہاں بڑھتی ہیں اور نمایاں ایک طرز اختیار کرلیتی ہیں، پھر جب ایسا شخص میدان جہاد میں نکلتا ہے تو لازماً وہی ہوتا ہے جس کا قرآن کریم نے ذکر فرمایا ہے۔ مگر کوئی کہے کہ گھر پہ تو میرا یہ سلوک ہوگا کہ دوستوں کو دشمن بناؤں گا۔ محلے میں تو یہ سلوک ہوگا کہ جو خیرخواہ تھے وہ بدخواہ ہوتے چلے جائیں، لیکن جب میں خدا کی خاطر نکلوں گا تو پھر میں یہ توقع رکھوں گا کہ دشمن بھی جاں نثار دوست بن جائیں یہ جہالت کی باتیں ہیں، محض فرضی قصے ہیں کوئی بھی حقیقت نہیں۔

جہاد کے لئے قرآن کریم نے تیاری کا بھی حکم دیا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ اچانک جہاد شروع کردو۔ فرمایا جہاد کی تیاری رکھو اور ہر وقت تیاری رکھو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تو ایک موقع پر فرمایا کہ جو شخص جہاد کی خاطر گھوڑے پالتا ہے اور ان کا خیال رکھتا ہے تو ایسے گھوڑے کی پیشانی کی سفیدی میں اس کے لئے برکتیں رکھ دی جاتی ہیں۔ تو تیاری جو ہے وہ جہاد سے قبل ضروری ہے اور یہ وہ تیاری ہے جو آپ کو گھر پر کرنی ہوگی۔ اگر نہیں کی تو پھر یہ خیال کرلینا کہ جب آپ دشمنوں کو تبلیغ کریں گے تو وہ محبت کا سلوک کریں گے یا جاں نثار ہوجائیں گے یہ فرضی باتیں ہیں کچھ بھی اس میں حقیقت نہیں۔ عملاً آپ کی بقاء کے لئے ضروری ہے کیونکہ دعوت الی اللہ سب سے کڑوا کام ہے اور سب سے خطرناک اس لئے کہ خدا کے نام پر خدا کی وجہ سے خدا کے دشمن آپ کے دشمن بن جاتے ہیں اور جو خدا کے دشمن، دشمن ہوں ان کے اندر کوئی حیاء، سلیقہ کچھ بھی نہیں رہتا باقی۔ ان کی دشمنی کا آغاز اس بات سے ہوتا ہے کہ انہیں خود بھی خدا پہ پورا یقین نہیں ہوتا وہ دنیا دار ہوچکے ہوتے ہیں خدا کی باتیں پسند ہی نہیں کرتے اور بعض دفعہ خدا کے نام پر خدا کی مخالفت کر رہے ہوتے ہیں تو ایسے لوگوں سے آپ کو رحم کی تو کوئی توقع نہیں ہوسکتی۔ ایسے لوگوں کے سامنے آنا اور ان سے ٹکر لینا بہت خطرناک بات ہے مگر اللہ نے اس کا ہمیں سلیقہ سکھا دیا اور وہ یہ سکھا دیا کہ اپنے اخلاق کو ترقی دو۔ ایسے اعلیٰ اخلاق کے حامل بن جاؤ کہ جن کے نتیجے میں دشمن ضرور دوست بن جایا کرتے ہیں اور یہ ہوتا ہے۔ روزمرہ کی زندگی میں ہم نے دیکھا ہے کہ اعلیٰ خلق والا بالآخر ضرور کامیاب ہوتا ہے اور اس کے محبت کرنے والے اور اس کے تعلق رکھنے والوں کا دائرہ دن بدن بڑھتا چلا جاتا ہے۔

تمام وہ خلق جو اللہ کے تعلق سے پیدا ہوتے ہیں وہ دنیا کے تعلقات پر بھی اسی طرح اعلیٰ درجے پہ اثرانداز ہوتے ہیں جیسے اللہ کا تعلق کسی بندے پر اثرانداز ہوتا ہے۔

تو تبلیغ کے لئے اعلیٰ خلق سے مزین ہونا انتہائی ضروری ہے اور قیامت کے دن جو وزن کیا جائے گا خلق کا وہ یہ مراد ہے۔ تم میں جس حد تک محمد رسول اللہ کے اخلاق کی خوشبو پائی جائے گی اس کی ادائیں تمہارے اندر پائی جائیں گی اتنا ہی تمہارا پلڑا بھاری ہوگا۔ پس روزمرہ اپنے ماحول میں، اپنے گھروں میں، اپنے تعلقات میں، ہمسایوں سے تعلقات میں، تمام بنی نوع انسان سے تعلقات میں اپنے اخلاق کو بہتر بنائیں اور اس کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے بہت باریک نظر سے دیکھنا پڑتا ہے کیونکہ اپنی بدخلقی انسان کو خود نظر نہیں آتی، سب سے بڑی مصیبت یہ ہے۔ لیکن اگر باشعور ہو اور اللہ کو یاد کرنے والا ہو تو پھر اپنا نفس نہیں بھلا سکتا انسان، پھر خدا کی آنکھ سے دیکھنے لگتا ہے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے متقی کی تعریف ہی یہ فرمائی ہے "اتقوا فراسۃ المومن فانہ یریٰ بنور اللہ" متقی کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ پس جس کا خلق اسے خدا کے قریب کر دیتا ہے اور خدا کے خلق کو اپنا لیتا ہے اس کے اندر خدا کے نور سے دیکھنے کی صفت بھی پیدا ہوتی ہے اور اس نور سے پھر کوئی اندھیرا باقی نہیں رہتا جو اس کی موجودگی میں قائم رہے، اپنے نفس کے اندھیرے بھی روشن ہو جاتے ہیں۔ پس کسی نے اگر اپنے نفس کی بصیرت حاصل کرنی ہے تو لازم ہے کہ اللہ کے نور سے دیکھنے کی عادت ڈالے اور اللہ کے نور کا ایک یہ مطلب بھی ہے کہ انصاف کی نظر پیدا کرے انصاف کا سرچشمہ خدا ہے۔ خدا کا نور بدصورت کو بدصورت دکھاتا ہے اور خوبصورت کو خوبصورت دکھاتا ہے اور یہ ایک انصاف کی بنیادی تعریف ہے کہ جیسی کوئی چیز ہے ویسا ہی دکھائے اس کو۔ تو اللہ کے نور سے دیکھنے کا ایک یہ بھی مطلب ہے کہ وہ اپنی خواہشات کے مطابق تصور نہیں باندھا کرتے اور اپنے تعلقات کے نتیجے میں وہ لوگوں کے حلئے نہیں بگاڑتے یا تصور میں ان کو زیادہ حسین نہیں بنا دیتے۔

وہ لوگ جو خدا کے نور کے بغیر دیکھتے ہیں بعض دفعہ ان کے محبوب ان کو ایسے خوبصورت دکھائی دیتے ہیں کہ کوئی خرابی کا شائبہ تک ان میں دکھائی نہیں دیتا۔ اور بعض لوگ جو ان کے دشمن ہوں

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
MUSLIM TV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD,
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

ان کو ایسے بدصورت دکھائی دیتے ہیں کہ حسن کا کوئی اشارہ تک ان میں نہیں پایا جاتا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خدا کے نور سے نہیں دیکھتے کیونکہ خدا کے نور کا تقاضا یہ ہے کہ انصاف کی نظر سے دیکھیں جو چیز جیسی ہے ویسی دکھائیں۔ اب یہ جو سورج ہے یہ بھی تو خدا کا نور ہے۔ اب دیکھیں سورج ہر چیز کو اپنی اصلیت میں دکھاتا ہے جو گڑھا ہے اس کو گڑھا دکھائے گا، جو پہاڑی ہے اس کو پہاڑی دکھائے گا، جو کالا ہے اس کو کالا دکھائے گا، جو گورا ہے اس کو گورا دکھائے گا، یہ نور اللہ کی صفات ہیں۔ تو انسان کو یہ نظر پیدا کرنی چاہئے جو تقویٰ کے بغیر ہو نہیں سکتی اور تقویٰ کی نظر ایسی واضح اور روشن ہو جاتی ہے کہ کسی کونے کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں رہتی اور اس کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فراست رکھا۔ فراست کی پتہ نہیں کیا تعریفیں دنیا نے کی ہوں گی مگر سب سے اعلیٰ اور سب سے روشن تعریف فراست کی یہ ہے کہ ہر چیز کو اس کے اپنے اصل حال اور صحیح حال کے اوپر دیکھ لے۔ اپنے مقام اور مرتبے کے مطابق نہ اس میں مبالغہ ہو نہ کوئی کمی ہو یہ صحیح فراست ہے اور یہ اسی کو نصیب ہوتی ہے جو اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ تو اعلیٰ اخلاق پیدا ہوں تو فراست کا پیدا ہونا بھی لازم ہے اور فراست پیدا نہ ہو تو اعلیٰ اخلاق قائم نہیں ہو سکتے۔ اور فراست کا برعکس یہ ہے کہ انسان خدا کے نور سے نہ دیکھے اور یہ روزمرہ کی جو پہچان ہے یہ اگر انسان ذرا بھی غور کرے تو کچھ مشکل نہیں ہے، ہر انسان اپنے متعلق غور کر کے دیکھ سکتا ہے کہ دیکھیں کتنا کس طرح اس کے جو قریب ہے وہ سب اچھے ہو جاتے ہیں، جو اس سے دور ہیں وہ سارے برے ہو جاتے ہیں اور کوئی شخص جو قریب تھا اگر کسی وجہ سے اس سے ناراض ہو گیا تو اچانک اس میں سب برائیاں آ جاتی ہیں۔ یہ اللہ کے نور سے دیکھنے والی بات نہیں ہے۔ یہ تعصّبات کی دنیا ہے اور تعصّبات کا نور سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تعصب رکھنا یہ بد خلقی کی بدترین قسموں میں سے ایک ہے۔

جتنا اعلیٰ خلق کا انسان ہو گا اتنا ہی اس کا سفر زیادہ بلندی کی طرف، زیادہ اعلیٰ مقام اور مراتب کی طرف اس کو لے جائے گا۔

پس بات آپ کسی حوالے سے شروع کریں کسی اصطلاح میں کریں وہیں توحید پر ہی بات جا کے ٹوٹے گی اگر آپ کے اندر تضادات ہیں تو آپ توحید سے دور ہیں۔ اگر آپ کے اندر تضادات ہیں تو آپ کا خلق خدا کے خلق سے دور ہے۔ اور اسی حد تک آپ کے اندر کمزوریاں اور بیماریاں اور نقائص پائے جاتے ہیں۔ جب تک آپ ان تضادات کو دور نہیں کرتے آپ کا توحید باری تعالیٰ سے تعلق قائم نہیں ہو سکتا اور توحید کے بغیر آپ دنیا میں انقلاب برپا نہیں کر سکتے۔ پس خلق کی بلندی در حقیقت توحید ہی کا دوسرا نام ہے خلق توحید کی طرف لے کے جاتا ہے اور توحید خلق میں ایک نئی جلا پیدا کرتی ہے اور جب توحید کے اثر سے اخلاق ترقی کرتے ہیں تو کھرے کھوٹے کی تمیز تو رہتی ہے لیکن نا انصافی اڑ جاتی ہے۔ اور کھرے کھوٹے کی تمیز ہوتے ہوئے بھی نا انصافی کا ایک ذرہ بھی دخل نہیں ہوتا۔ جو جتنا کھرا ہے اتنا دکھائی دیتا ہے جو جتنا کھوٹا ہے اتنا کھوٹا معلوم ہوتا ہے اور ایسی صورت میں ایک عالمی تعلق کی بنیاد ڈالی جاتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جو کل عالم کے لئے رسول بنا کے بھیجا گیا ہے اس کا گہرا تعلق اس خلق سے ہے جو توحید کے نتیجے میں آپ کے وجود میں غیر معمولی طور پر صیقل کیا گیا۔ ایک روشنی کا جہان آپ کے وجود میں سے پھوٹا ہے اور وہ اللہ کا نور تھا اور وہ نور تھا جو مشرق اور مغرب میں تمیز نہیں کرتا، جو شمال اور جنوب میں تمیز نہیں کرتا۔ دیکھتا سب کچھ ہے اور اپنی اصلی حالت پر ہر ایک چیز دکھاتا ہے لیکن تعصّبات سے پاک ہے۔ یہی وہ حقیقت ہے جس کو سمجھ کر اپنائے بغیر جماعت احمدیہ اپنے اعلیٰ مقاصد کو حاصل نہیں کر سکتی اور جتنی جلد ہم انفرادی طور پر اپنے اندر یہ پاک تبدیلیاں پیدا کریں گے اتنی جلد ہم دنیا میں عظیم انقلاب برپا کرنے کی اہلیت حاصل کر لیں گے۔ اور اس کے بغیر وہ انقلاب ہونا نہیں ہے جہاں مرضی آپ بیٹھیں رہیں جس مرضی تصور میں وقت گزاریں۔ انقلاب کے لئے تبلیغ ضروری ہے اور بعض دفعہ تبلیغ سے کچھ بیعتیں بھی ہاتھ آ جاتی ہیں مگر وہ انقلاب نہیں کہلا سکتا جب تک آپ کا حسن خلق آپ کے پیدا کردہ نو مبائعین میں سرایت کر کے ان میں بھی اسی حد تک اخلاقی انقلاب پیدا نہ کرنا شروع کر دے اس لئے اس پر بھی راضی نہ ہوں کہ آپ نے تبلیغ کی اور ایک ہزار احمدی ہو گئے یا دس ہزار احمدی ہو گئے۔ تبلیغ کی روح خلق میں تبدیلی ہے، اخلاقی انقلاب ہے۔ اگر آپ کی تبلیغ سے آپ کا اخلاقی انقلاب جو پہلے آپ کے اندر برپا ہوا ہے دوسروں میں سرایت کر رہا ہے اور اسی جذبے کے ساتھ ان کو اپنے وجود کی نئی شناسائی حاصل ہوتی ہے اور اسی جذبے کے ساتھ وہ شناسائی اللہ کی شناسائی کے ساتھ امتزاج پکڑ جاتی ہے، اس کی ذات میں مل جاتی ہے، جب یہ ہو گا تو وہ حقیقی انقلاب کی بنیاد ہو گی۔ اگر یہ نہیں ہے تو یہی تعداد بعض دفعہ مصیبت کا موجب بن جاتی ہے یعنی نام کے احمدی بن گئے ہیں اور ان کے اندر پاک تبدیلیاں نہیں پیدا ہو رہیں۔ نتیجۃً یہ لوگ بجائے اس کے کہ آپ کے نام کے لئے عزت کا موجب بنیں یا واقعۃً دنیا میں اسلامی انقلاب برپا کرنے کی راہ میں ایک مفید وجود ثابت ہوں یہ برعکس نتیجہ ظاہر کرتے ہیں۔ وہ اپنی بدیوں کو آپ کے اندر داخل کرنے لگ جاتے ہیں ان کی کمزوریاں آپ کے اندر سرایت کرنے لگ جاتی ہیں۔ آپ ان کو اگر اس طرح Accept کر لیتے ہیں، اس طرح قبول کر لیتے ہیں کہ ٹھیک ہے نام بدل لیا، اپنے آپ کو احمدی کہنے لگ گئے تو یہی کافی ہے تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ جن برائیوں کے ساتھ وہ غیر احمدی تھے یا غیر مسلم تھے انہی برائیوں کے ساتھ، صرف لیبل ہی بدلا ہے نا، وہ احمدی یا مسلم کہلائیں گے۔ تو جب آپ نے ان کو اس حیثیت سے قبول کر لیا کہ تمہاری بیماریاں اپنی جگہ رہیں کوئی فرق نہیں پڑتا تو ان بیماریوں کو اپنے وجود میں سرایت کرنے کا موقع دے دیا آپ نے اور باقی سب بھی دیکھ کر یہی سمجھتے ہوں گے کہ ہاں بس صرف نام ہی بدلنا تھا اور کیا فرق پڑنا تھا وہ نام بدل گیا۔ اس لئے ہم بھی انہی برائیوں کے ساتھ رہ کر اسی نام کے اندر رہ سکتے ہیں۔ تو یہ جو منطقی بحثیں ہیں دیکھنے میں تو لگتا ہے کہ بڑی نکتے سے نکتہ نکال کر منطقی بحثیں کی جا رہی ہیں مگر یہ منطقی بحثیں نہیں ہیں بالکل حقیقت ہے۔ وہ شخص جس کو اللہ سے محبت ہے، اللہ سے پیار ہے اس کا خلق، خلق خداوندی بن رہا ہے وہ جب کسی میں تبدیلی پیدا کرتا ہے تو راضی نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے اندر ویسی ہی پاک تبدیلیاں پیدا نہ ہوں جیسی اس کے اندر پیدا ہو رہی ہیں۔ ان تبدیلیوں کی طرف نظر رکھیں، اپنی ذات میں نگرانی رکھیں کہ آپ کے اندر وہ تبدیلیاں پیدا ہو بھی رہی ہیں کہ نہیں اور جو اچھی بات آپ کے اندر پیدا ہو رہی ہے، جو اخلاق سنور رہے ہیں، جن کو آپ خدا کے فضل کے ساتھ دعوت الی اللہ کے ذریعے جماعت میں داخل کرتے ہیں لازماً آپ کو دیکھنا ہو گا کہ ان میں بھی وہ پاک تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں کہ نہیں۔

ہم نے دیکھا ہے کہ اعلیٰ خلق والا بالآخر ضرور کامیاب ہوتا ہے اور اس کے محبت کرنے والے اور اس کے تعلق رکھنے والوں کا دائرہ دن بدن بڑھتا چلا جاتا ہے۔

پس دراصل ہر مبلغ جب تبلیغ میں کامیاب ہوتا ہے تو اس کا سفر ختم نہیں ہوتا بلکہ اس کے مربی کے سفر کا آغاز ہوتا ہے وہ پہلے مبلغ بنتا ہے پھر اسے لازماً مربی بننا ہو گا۔ اگر یہ نہیں کرے گا تو پھر اسے استغفار کرنی چاہئے کیونکہ ہو سکتا ہے اس سے کچھ ایسے نقصانات جماعت کو پہنچیں کہ اس میں وہ بھی ذمہ دار ہو۔ پس اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے یہ جو باتیں اخلاق کے حوالے سے میں کھول کھول کر بیان کر رہا ہوں جیسا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حدیث سے ثابت کیا ہے اخلاق کوئی مذہب سے الگ حیثیت نہیں رکھتے۔ دہریوں نے بھی محسوس کر لیا تھا کہ اخلاق ہی دراصل وہ ہیں جو خدا کی ہستی پہ اعتماد کی جان ہیں اگر اخلاق کی طرف دنیا واپس لوٹے تو لازم ہے کہ وہ خدا کی طرف واپس لوٹے گی۔ اور خدا سے جو دور جائے گا اس کا بد اخلاق ہونا ضروری ہے یہ بھی از خود انہوں نے تسلیم کر لیا۔ پس روس میں جو انقلاب آخر پر جس نہج پہ روانہ ہوا اس نے ثابت کر دیا کہ وہ لوگ جو اخلاق سے عاری رہ کر ایک بے خدا نظام کی حفاظت کا دعویٰ لے کر اٹھے تھے وہ کس بری طرح اس میں ناکام رہے ہیں اور اب وہ عمارت مزید منہدم ہو رہی ہے، مزید اختلافات بیچ میں پیدا ہو رہے ہیں۔ تو آپ کی جو روحانی عمارت ہے اس کی بقاء اور اس کا استحکام اخلاق حسنہ پر مبنی ہے اس حسن خلق پر مبنی کہنا چاہئے جو توحید ہی کا دوسرا نام ہے۔ وہ حسن خلق جو توحید کی طرف لے کے جاتا ہے اور توحید اس کے اندر ایک نئی جلاء دکھاتی ہے اور اس کے اندر نئی قوتیں پیدا کرتی ہے اس حسن خلق کو اپنانے کی کوشش کریں، اسی کی طرف نگاہ رکھیں، اپنے گھر میں بھی، اپنے ماحول میں بھی، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

مجھے لگتا ہے کہ اب جماعت احمدیہ اور اسلام کی فتح کے دن بہت قریب آ رہے ہیں مگر اس سے پہلے پہلے جو کچھ ہمیں کرنا ہے لازم ہے کہ میں آپ کو کھول کھول کر دکھاؤں تاکہ پھر یہ نہ کوئی کہہ سکے کہ ہمیں وقت پر متنبہ نہیں کیا گیا۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

BOTTLING PLANT
FULLY AUTOMATIC FILLING & SEALING MACHINE
ALWID-MATADOR D MODEL 1986
ROW DOSING SYSTEM, UNIVERSAL - D
8 FILL STATION 1 HEAD, SEAL SYSTEM
OUTPUT: 2000 BOTTLE-HOUR, FILLING VENTIL DIAM. 15MM
VOLUME: CAPACITY UPTO 1,0 LITER
EACH SIDE 1 METRE CONVEYER BELT
FOR FURTHER INFORMATION, PLEASE CONTACT:
2nd HAND MAC
BONGARTSTR. 42/1, 71131 JETTINGEN, GERMANY
TELEPHONE AND FAX NO. 07452/78184

سیرت المہدیؑ کا ایک ورق

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مضمون "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقولے" کے عنوان سے ۱۹۳۶ء میں اخبار الحکم میں شائع ہوا۔ ذیل میں اس کا ایک حصہ ہدیہ قارئین ہے

شرط عشق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ شعر عام طور پر پڑھا کرتے تھے ۔

گر نہ باشد بدوست راہ بردن
شرط عشق است در طلب مردن

اگر آدمی کو دوست تک پہنچنے کا راستہ نہ ملے تب بھی عاشق صادق کا کام یہ ہے کہ اس رستہ کی تلاش میں لگا رہے۔ اور اسی کی طلب میں جان دے دے۔ جب تک کہ انسان اپنی جان تک دینے کے واسطے تیار نہیں ہو جاتا وہ سچا عاشق اور طالب صادق نہیں کہلا سکتا۔ انسان کا کام ہے کہ وفاداری اختیار کرے۔ مقصد حاصل ہو یا نہ ہو۔ اس کی پرواہ نہ کرے۔ اپنی طرف سے برابر طلب میں لگا رہے۔

ہر حالت میں گزر ہو جاتی ہے

شب تنور گزشت و شب سمور گزشت

سردیوں کی راتیں کسی نے تنور کے پاس بیٹھ کر اور آگ تاپ کر گزار دیں۔ جیسا کہ غرباء کا حال ہوتا ہے اور کسی نے پوستین اور سمور پہن کر اپنے آپ کو گرم رکھا۔ دونوں کی رات گزر ہی جاتی ہے اور وقت نکل جاتا ہے۔

یہ کلمات حضور علیہ السلام اس وقت فرمایا کرتے تھے جبکہ آپ دنیا کی بے ثباتی اور دنیا کی اشیاء اور اموال سے کم تعلق رکھنے کی طرف توجہ دلاتے۔ اور تاکید فرماتے تھے کہ دنیا کی زندگی تو جیسے تیسے گزر جائے گی عاقبت کی فکر کرنی چاہئے جو ہمیشہ کے لئے ہے۔

خدا داری

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے:

خدا داری چہ غم داری

یعنی خدا ہے تو پھر غم کس بات کا۔ ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ کے ماتحت اور اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے لے لیتا ہے۔ اس کے دیئے ہوئے کو کوئی چھین نہیں سکتا۔ اور اس کے نہ دینے پر کوئی دے نہیں سکتا۔ جب انسان خدا کا ہو جائے تو پھر وہ تمام غموں سے آزاد ہو جاتا ہے۔

دعا سے کرامت

فرمایا کرتے تھے "سب کرامتوں کی اصل جڑ دعا ہے"۔ دعا ہی کے ذریعہ خارق عادت کام ہوتے ہیں اور دعا ہی کے ذریعہ نشانات اور معجزات ظاہر ہوتے ہیں۔

فرماتے ایک دفعہ مجھے خیال آیا کہ بخل تو جائز نہیں انسان کو نہیں چاہئے کہ کسی بات پر بخل کرے۔ لیکن اگر بالفرض بخل جائز ہوتا تو میں کس چیز پر بخل کرتا۔ تب میں نے بہت غور کیا ۔ دنیا کی کوئی شے مجھے ایسی محبوب نہ معلوم ہوئی جس پر بخل کرنا میں روا رکھتا۔ نہ کوئی مال، نہ کوئی دولت اور نہ کوئی نسخہ۔ لیکن میں نے سوچا کہ دعا ایک ایسی نعمت ہے اور اس کے برکات اور فیوض اور اس کی طاقت ایسی اعلیٰ ہے اور یہ ایک ایسا قیمتی نسخہ ہے کہ اگر بخل جائز ہوتا تو میں اس بات کے بتلانے میں بخل کرتا کہ دعا کے ذریعہ ہر ایک مشکل حل ہو جاتی ہے اور ہر ایک نعمت اور برکت حاصل ہو سکتی ہے۔

عاقبت اندیشی

فرماتے۔ "مرد آخرین مبارک بندہ ایست"۔ جو مرد عاقبت اندیشی کرتا ہے وہ آئندہ کے واسطے توشہ جمع کرتا ہے۔ صرف موجودہ حالت پر نگاہ نہیں رکھتا بلکہ آئندہ کی ضرورتوں کو سوچتا ہے وہ مبارک انسان ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے برکت دے گا۔ اور وہ دنیا کے آرام اور اموال کی نسبت بہت زیادہ راحت اور رحمت حاصل کرے گا۔

استقامت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فقرہ بھی اکثر استعمال فرماتے کہ:

"الاستقامۃ فوق الکرامۃ"

استقامت کرامت سے بڑھ کر ہے۔ استقامت یہ ہے کہ جب انسان ایک نیکی کو اختیار کرے تو پھر اس پر قائم رہے۔ کسی نقصان کا خوف یا کسی کی مخالفت کا ڈر اسے اس نیکی کے کرنے اور جاری رکھنے سے روک نہ سکے۔

مخفی حالت

"خبث نفس نگردد بسالہا معلوم"۔ یہ کلمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے موقعہ پر فرمایا کرتے جب کسی ایسے منافق یا کمزور کا ذکر ہوتا جس کا عیب اور مخفی عادتیں سالہا تک ظاہر نہ ہوں۔ مگر بالآخر وہ نمودار ہو جائیں۔ پبلک اس اصلی رنگ سے اس کی منافقت کی وجہ سے بے خبر رہے۔ مگر اس کے نفس کا خبث بالآخر اپنا آپ دکھائے۔

درد چاہئے

فرمایا کرتے۔ "اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست" اے خواجہ طبیب تو اب بھی موجود ہے مگر اصل بات یہ ہے کہ کسی میں اتنا درد نہیں کہ وہ طبیب کی طبابت سے فائدہ اٹھا سکے۔ جب انسان میں صدق اور اخلاص ہو تو اس کے واسطے روحانیت میں ترقی کرنے کا ہمیشہ موقعہ موجود ہوتا ہے۔ لوگ اپنی اندرونی کمزوری ایمان کے سبب محروم رہ جاتے ہیں ورنہ خدا رسیدگی کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے۔ کوئی ایسا وقت نہیں کہ انسان اس سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ترقی اور حصول مدارج کے سامان ہمیشہ سے موجود ہیں۔ انسان کو چاہئے کہ وہ غفلت میں نہ پڑے۔ اور معرفت اور یقین کے ساتھ آگے بڑھے۔

خاکساری

فرمایا کرتے تھے:

"خاک شو پیش ازاں کہ خاک شوی"

خاک ہونے سے پہلے خاک ہو جا۔ آخر انسان نے مر کر مٹی میں مل جانا ہے۔ چاہئے کہ زندگی میں ہی انسان خاکساری اختیار کرے۔ عاجزی اور انکساری کے ساتھ زندگی بسر کرے۔ تکبر اور رعونت اور بڑائی کو ترک کر دے۔

کلید ترقیات

فرمایا کرتے:

"استغفار کلید ترقیات روحانی ہے"

اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا اور اس سے پردہ پوشی چاہنا روحانیات میں ترقی کرنے کی چابی ہے۔ غفر کے معنے ہیں ڈھانک دینا۔ جب انسان خدا تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے اسباب پیدا کرتا ہے کہ انسان کے سب گناہ چھپ جاتے ہیں اور ان کے عواقب سے وہ محفوظ ہو جاتا ہے ۔ عموماً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام استغفار کے واسطے یہ کلمہ سکھاتے "استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ" یعنی میں اللہ تعالیٰ سے پردہ پوشی چاہتا ہوں جو میرا رب ہے کہ تمام گناہوں سے میں بچ جاؤں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ انسان اپنی زبان میں خدا تعالیٰ سے گناہوں کی معافی چاہے کہ اس کے گناہ بخشے جائیں اور مٹائے جائیں اور ان کے نتیجہ عذاب سے اسے بچایا جائے۔ واللہ غفور الرحیم

(ماخوذ از اخبار الحکم قادیان جلد ۳۹ نمبر ۲ صـ ۴، ۲۱ جنوری ۱۹۳۶ء)

روزہ کی حکمتیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

اسلام نے روزہ کا حکم دیا ہے۔ وہ فرماتا ہے:

"یا ایہاالذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم"

(سورہ بقرہ)

یعنی اے مسلمانو تم پر روزے رکھنے فرض کئے گئے ہیں اور یہ کہ تم ایک مہینہ متواتر اکٹھے روزے رکھو۔ اس کے بعد فرمایا کہ یہ حکم بے فائدہ نہیں۔ صرف اس لئے نہیں ہے کہ تم سارا دن بھوکے پیاسے رہو اور تکلیف اٹھاؤ بلکہ یہ حکم اپنے اندر بہت سی حکمتوں کو لئے ہوئے ہے۔ جو قوم کے لئے بہت سے مفید پہلو اپنے اندر رکھتی ہیں۔ چنانچہ اس طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "لعلکم تتقون" کہ ان روزوں کے نتیجہ میں تمہیں تقویٰ حاصل ہو جائے گا۔ تتقون کا لفظ قرآن کریم میں تین معنوں میں استعمال ہوا ہے ۔ (۱) دکھوں سے بچنے کے معنے میں (۲) گناہ سے بچنے کے معنے میں اور (۳) روحانیت کے اعلیٰ مدارج کے حاصل کرنے کے متعلق ۔ پس اس لفظ کے ذریعہ روزہ کی تین حکمتیں بھی اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیں۔

پہلی حکمت یہ ہے کہ انسان روزہ کے ذریعہ سے دکھوں سے بچ جاتا ہے۔ بظاہر عجیب بات معلوم ہوتی ہے کہ روزہ سے تو انسان اور بھی تکلیف اٹھاتا ہے کیونکہ سارا دن اس کی وجہ سے بھوکا پیاسا رہنا پڑتا ہے مگر جب غور کیا جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ روزہ درحقیقت انسان کو دو سبق سکھاتا ہے۔ اول سبق یہ کہ مالدار لوگ جو سارا سال عمدہ غذائیں کھاتے رہتے ہیں اور ان کو فاقہ کی تکلیف کا علم نہیں ہوتا۔ ان کو بھی معلوم ہو کہ فاقہ کیا ہوتا ہے اور وہ لوگ جو فاقوں میں مبتلا رہتے ہیں ان کو کیا تکلیف ہوتی ہے۔ گویا روزہ کے ذریعہ سے اپنے غریب بھائیوں کی حالت کا صحیح اندازہ ہو جاتا ہے۔ اور ان کی ہمدردی کا جوش پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ قوم کی ترقی اور حفاظت ہوتا ہے۔ اور قوم کی حفاظت درحقیقت فرد کی حفاظت ہی ہوتی ہے۔

دوسرا سبق یہ ہے کہ اسلام چاہتا ہے کہ اس کے ماننے والے سست اور غافل نہ ہو جائیں بلکہ ان کے اندر مشقت برداشت کرنے کی عادت قائم رہے۔ چنانچہ روزوں کے ذریعہ ہر سال مسلمانوں کی تربیت ہوتی رہتی ہے۔ گویا اسلام کے اس حکم پر چلنے والے کبھی عیاشی اور غفلت میں مبتلا ہو کر ہلاک نہیں ہو سکتے۔

دوسرا امر کہ روزوں سے انسان گناہ سے بچتا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ گناہ درحقیقت مادی لذات کی طرف جھکنے کا نام ہے۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ جب انسان کسی کام کا عادی ہو جائے تو وہ اس کو چھوڑ نہیں سکتا۔ مگر جب اس میں یہ طاقت ہو کہ اپنی مرضی پر اس کو چھوڑ بھی دے تو پھر وہ خواہش غلبہ نہیں پاتی۔ پس جب کوئی شخص روزوں میں ان تمام لذتوں کو جو اس کو بعض اوقات گناہ کی طرف کھینچتی ہیں خدا تعالیٰ کے لئے چھوڑ دیتا ہے اور ایک مہینہ تک برابر اپنے نفس پر قابو پانے کی عادت ڈالتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ان لالچوں کا مقابلہ آسانی سے کر سکتا ہے۔ جو اسے گناہ کی طرف کھینچتے ہیں۔

پھر تقویٰ کے قیام میں روزوں سے اس طرح مدد ملتی ہے کہ ان دنوں میں چونکہ روزوں کے ساتھ تہجد کا بھی التزام کرنا پڑتا ہے اس لئے دعاؤں اور عبادت کا زیادہ موقع مل جاتا ہے۔ نیز جب بندہ خدا تعالیٰ کے لئے اپنے آرام کو چھوڑتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی اس کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس کی روح کو طاقت بخشتا ہے۔

پھر روزہ کی ایک اور حکمت اللہ تعالیٰ ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے۔ "ولتکبروا اللہ علیٰ ما ھداکم و لعلکم تشکرون" (بقرہ) ۔ کہ تم پر روزہ اس لئے فرض کیا گیا ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اظہار کرو۔ اس وجہ سے کہ اس نے تم کو سچا راستہ دکھایا ہے اور تاکہ تم میں شکر کرنے کا مادہ پیدا ہو۔ یعنی ایک فائدہ تو یہ ہے کہ سارا دن کھانے پینے کے مشاغل سے فارغ رہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ذکر کا زیادہ سے زیادہ موقعہ مل سکے گا۔ دوسرے بھوک کی تکلیف محسوس کر کے تمہارے اندر شکر گزاری کا مادہ پیدا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سال بھر بھوکا رہنے کی تکلیف سے بچائے رکھا ہے۔

(تفسیر کبیر از حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ، جلد ۱۰ [مطبوعہ لندن] صـ ۴۲۷، ۴۲۸)

اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ
بات کرنے سے پہلے سلام کر لیا کرو

SUPPLIERS OF FROZEN AND
FRIED MEAT - VEGETABLE
& CHICKEN SAMOSAS
LAMB BURGERS
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD,
LONDON SW19 9TT
TEL: 081 543 5882
PARTIES CATERED FOR

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۸)

ہومیو پیتھک ادویہ سالہا سال تک کار آمد رہتی ہیں
ہومیو دوائی کھانے کا بہترین وقت وہ ہے جب پیٹ خالی ہو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر ہومیو پیتھک کلاس میں ۲۶ اپریل ۱۹۹۴ء کو ہومیو طریق اور ادویہ کے بارے میں بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

[یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

لندن ۔ ۲۶ اپریل، سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر ہومیو پیتھی کی کلاس میں ہومیو دواؤں کی تیاری کے بارے میں تفصیل سے طریق کار سمجھایا اور بعض دوائیں بنا کر دکھائیں اور ان کی پوٹینسی کے بارہ میں وضاحت فرمائی۔ اس حصہ کو خصوصیت سے صحیح طرح سمجھنے کے لئے اصل ویڈیو کیسٹس سے استفادہ ضروری ہے۔

بائیو کیمک ادویہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بعض لوگ بایو کیمک ادویات کے بارے میں دعویٰ کرتے ہیں کہ ہر مرض کا علاج ان بارہ ادویات سے ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس طریق کو ۱۲ ٹشو ریمیڈی کہا جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ۱۲ ٹشو سے مراد یہ ہے کہ بارہ نمکیات ہیں جو انسانی خون میں موجود ہیں اور ان کے بغیر انسانی خون اور انسانی صحت کا توازن قائم نہیں رہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ توازن خون کے اندر قائم فرما رکھا ہے۔ یہ توازن قائم نہ رہے تو بیماری ہوتی ہے۔ عام بیماریوں میں یہ توازن خون میں نہیں بگڑتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مثلاً اگر خون میں نمک کم ہو جاتا ہے تو جسم کے باقی حصوں سے نمک خون میں واپس آجائے گا۔ خدا تعالیٰ نے ایسا قانون بنایا ہے کہ خون کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے اور اسکا توازن برقرار رکھا جاتا ہے۔ بایو کیمکس کا خیال ہے کہ جسم میں نمکیات کا توازن بگڑنے سے انسانی اعضاء بیماریوں کا مقابلہ کرنے کے اہل نہیں رہتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بارہ نمکیات جو عطا کئے گئے ہیں صرف یہی جسم کو صحت مند رکھنے کے لئے کافی نہیں ہیں اور بہت سی چیزیں بھی صحت کے لئے ضروری ہیں۔ مثلاً انسولین ہے۔ انسولین نہ ہو تو شوگر کا مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ اگرچہ بائیو کیمک اصول کے ماہرین کہتے ہیں کہ انسولین کا نہ ہونا بھی انہیں بارہ نمکیات کے عدم توازن کا نتیجہ ہے۔ اگر یہ توازن برقرار رہے تو ہر قسم کے انسانی اعضاء کی صحت کی ضمانت ہے۔ اگر ان میں توازن بگڑے تو پھر خرابی ہوتی ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ عام بیماریوں میں خون میں یہ توازن نہیں بگڑتا۔ جب یہ توازن بگڑے تو گویا موت کا اعلان ہو جاتا ہے۔ یہ توازن عموماً مرض الموت میں ہی بگڑتا ہے۔ پھر ڈاکٹر جو مرضی کر لیں کوئی دوا کام نہیں کرتی۔

ذیابیطس کا بائیو کیمک علاج

حضور انور نے بائیو کیمک علاج میں ذیابیطس کا درج ذیل نسخہ تجویز فرمایا:

کلکیریا فاس ، کالی فاس اور نیٹرم فاس ۶ ×
Calc. Phos ,Kali Phos ,Nat. Phos 6 X۔ اس کے ساتھ اگر نیٹرم سلف (Nat. S-ulf) ۲۰۰ استعمال کی جائے تو اچھا اثر ہوتا ہے لیکن بعض ہومیو پیتھ چاروں ادویہ کو ۶ میں بھی استعمال کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ ذیابیطس کے محرکات اور موجبات پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں اور بعض بیماریوں کے جو نتائج ہیں ان پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں۔

حضور انور نے بتایا کہ کالی فاس عام اعصابی طاقت کی بہترین دوا ہے۔ یہ دوا وٹامن کے طور پر بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔ بات بھول جائے یا اعصابی تھکاوٹ ہو جائے اور اگر اس کے ساتھ میگ فاس بھی شامل کر دیں تو Spasm یعنی کھچاؤ، تشنج میں آرام آتا ہے۔ جن کو سردی سے تکلیف اور گرمی سے آرام آتا ہو ان کو میگ فاس ٹھیک رہے گی۔ اس کے مقابل پر بیلاڈونا کے Spasm گرمی سے بڑھتے اور سردی سے آرام پاتے ہیں۔ اگر انتڑیوں کے Spasm میں گرمی پائی جائے تو کیوپرم (Cuprum) بہتر ہے۔ کیوپرم مرگی میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والی دوا ہے۔ اگرچہ یہ اکثر استعمال ہوتی ہے لیکن ہر کیس میں فائدہ مند نہیں ہوتی ۔ ایسی مرگی جس میں مرگی کا آغاز بچپن میں انتڑیوں کی تکلیف سے ہوا ہو وہاں کیوپرم اچھا اثر دکھاتی ہے۔ حضور نے فرمایا بعض دفعہ بچے کو قولنج ہو جائے تو اگر اسے ایسی دوا دی جائے جس سے قولنج زبردستی کھل جائے تو مرض کو تو اگرچہ آرام آجائے گا لیکن بعض دفعہ اس کو پھر مرگی ہو جاتی ہے۔ ایسی مرگی کا تعلق بھی کیوپرم سے ہے۔ یہ گرم مزاج کی دوا ہے۔

حضور نے فرمایا کئی دفعہ ایسا ہو گا کہ آپ کے پاس مریض آیا ہے اس کی علامتیں کئی دواؤں سے ملتی ہیں لیکن اگر دواؤں میں ایک کے مزاج کا دوسرے سے امتیاز اور فرق کرنا سیکھ لیں تو پھر آپ کو صحیح علاج کی توفیق ملے گی۔

ایکونائٹ کا دوبارہ ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا اس کا نمایاں مزاج خوف اور اچانک پن ہے۔ سردی میں ایکونائٹ خوب پرورش پاتی ہے۔ جو امراض خشک سردی میں پنپتے ہیں ان میں اچانک پن اور خوف بھی ہو ان کو آنکھیں بند کر کے ایکونائٹ دیں۔ دو تین خوراکوں میں ہی نمایاں اثر ہو گا۔ یہ بعض مزمن بیماریوں میں بھی اثر دکھا دیتی ہے۔ حالانکہ اکثر بیماریوں میں یہ آغاز میں استعمال کی جاتی ہے۔ آغاز میں استعمال کا تو ہومیو پیتھ میں اتنا رواج ہے کو جو مریض آئے اسے ایکونائٹ دے دیتے ہیں۔ اس سے ایک تعداد ضرور فائدہ اٹھاتی ہے۔ اگر نہ بھی فائدہ ہو تو نقصان کوئی نہیں ہوتا۔ ایکونائٹ کھا کر بھی مریض دوسری دوا کھانے کے لائق رہتا ہے۔ بیماری کے آغاز میں بے شک یہ دوا دیں لیکن اسے مستقل روٹین نہ بنائیں۔

Hay Fever کا نسخہ

حضور انور نے فرمایا کہ Hay Fever کی چھینکوں میں عام طور پر میں پہلے نیٹرم میور ۲۰۰ (Nat. Mur 200) دیتا تھا۔ اگر اس کا فائدہ ہو جائے تو ٹھیک ورنہ Sabadilla ۳۰ یا ۶ کی طاقت میں دیتا تھا۔ بعض دفعہ فائدہ دیتی تھی بعض دفعہ نہیں۔ یورپ میں جو Hay Fever چل رہا ہے اس پر کسی نے حضور سے نسخہ طلب فرمایا ۔ چنانچہ حضور نے درج ذیل نسخہ بیان فرمایا:

(۱) ایلیئم سیپا (Allium Cepa) اس کا تعلق پیاز سے ہے۔ بہت چھینکیں آتی ہوں اور اس سے آنکھوں میں سرخی نہیں ہوا کرتی یہ گلے کے اندر Lungs میں خراش پیدا کرتی ہے۔ پھیپھڑوں اور ٹانسلز پر بھی اس کا اثر ہوتا ہے۔

(۲) یوفریزیا (Euphrasia) یہ بھی چھینکوں کی چوٹی کی دواؤں میں سے ہے۔ اس کی علامت آنکھوں کی سرخی ہے ۔ مگر گلے کی خراش نہیں پیدا کرتی۔ ایلیئم سیپا کے برعکس علامت ہے۔

(۳) لیکسز (Lachesis) ۱۰۰۰ کی طاقت میں استعمال سے بہت سے کیسز میں آرام آجاتا ہے۔ اس کی دوسری خوراک ایک ہفتہ کے انتظار کے بعد دی جائے لیکن بیماری اگر شروع ہو کر دوبارہ سر اٹھانے لگے تو جلدی بھی دی جا سکتی ہے۔

سوالوں کے جوابات

حضور انور نے آخر میں سوالوں کے جوابات عطا فرمائے ۔ ایک سوال کے جواب میں فرمایا ایکونائٹ ہر بیماری میں آنکھیں بند کر کے نہ دیں۔ اگر یہ ابتداء میں اثر بھی کرے تو یہ آپ کو اصل دوا سے غافل کر دے گی۔ محض روٹین میں استعمال نہ کریں ۔ جہاں علامات ملتی ہوں وہاں استعمال کی جائے۔ حضور نے فرمایا کہ آغاز کی دواؤں میں ایک دوا جو اس (ایکونائٹ) سے بھی پہلے استعمال کروائی جا سکتی ہے وہ کافور کیمفر (Camphor) ہے۔ یہ ہومیو پوٹینسی کے ساتھ دی جائے تو ہیضے کا فوری اور بہترین علاج ہے اور بہت سے زہروں کا Antidote بھی ہے اگر جسم میں ہلکی سی سردی کا احساس اور کمزوری ہوتی ہے اور احساس ہوتا ہے کہ یہ صرف سردی کا احساس نہیں بلکہ بعد میں بیماری بن جائے گی اس وقت ہومیو پوٹینسی میں کافور دیں تو جو بیماری ابھی بننے کے مراحل میں ہے وہ فوراً ٹل جائے گی۔ تاہم اس کی بو سے دیگر دوائیوں کو بچانا ضروری ہے۔

☆ حضور انور سے پوچھا گیا کہ جو دوائیں تیار کی جاتی ہیں وہ کتنی مدت تک کار آمد رہتی ہیں۔ عام اصطلاح میں اس کی Expiry کی مدت کیا ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جو نسخہ تیار ہو چکا ہے اس کی مدت سو سال بھی ہو سکتی ہے۔ میرا اپنا تجربہ ہے کہ جو دوائی میں نے دس پندرہ سال پہلے بنائی تھی وہ جب بھی ضرورت پڑی اثر دکھاتی رہی۔ تاہم غیر ذمہ دار اسٹوروں پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ بعض دفعہ ایسے لوگ دوائیوں کو بدبو دار جگہوں پر رکھ دیتے ہیں۔ حضور نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ پہلی بار اچھی دوا دیں خواہ مہنگی ہو۔ آپ نے یہ دلچسپ بات بتائی کہ انگلستان میں بنی ہوئی دوا پاکستان سے منگوا کر استعمال کریں تو سستی رہتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو دوا انگلستان میں استعمال ہوتی ہے اس پر حکومت بھاری ٹیکس لگا دیتی ہے جس کی وجہ سے وہ بہت مہنگی ہو جاتی ہے۔ جب کہ انگلستان سے باہر برآمد ہونے والی دواؤں پر یہ ٹیکس نہیں لگتا۔ اس لئے مثلاً پاکستان میں یہ دوا انگلستان کی نسبت بہت سستی ملتی ہے۔ آپ نے فرمایا جو دوائیاں یہاں سے چار پاؤنڈ میں ملتی ہیں وہ پاکستان میں ۴۰ روپے میں مل جاتی ہیں۔

☆ ایک خاتون نے سوال کیا کہ ہومیو دوائیں کھاتے وقت کیا کسی قسم کا پرہیز بھی کرنا چاہئے۔ حضور نے فرمایا بعض ہومیو پیتھ کھانے میں پرہیز کی ہدایت دیتے ہیں لیکن میں نے کبھی ایسی ہدایت نہیں دی۔

حضور انور نے اپنا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک دفعہ ہم بنگلہ دیش گئے۔ سابق وکیل اعلیٰ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب ساتھ تھے۔ مجھے پیچش ہو گئی۔ انہوں نے مجھے مذاقاً چھیڑا کہ آج رات جو دعوت ہے اس میں تم نہیں جا سکو گے۔ مجھ سے ایلوپیتھک دوا لے لو۔ میں نے کہا کہ میں ایلوپیتھک دوا نہیں کھاؤں گا اور مرچیں بھی مانگ کر زیادہ کھاؤں گا۔ اس کی وجہ حضور نے یہ بتائی کہ مجھے برائیونیا ۲۰۰ (Bryonia) کا تجربہ تھا کہ یہ ایسی کیفیت میں بہت فائدہ دیتی ہے۔ چنانچہ میں نے دوا کی دو خوراکیں کھائیں۔ دعوت میں بھی گیا۔ مرچیں بھی مانگ کر کھائیں اور خدا کے فضل و کرم سے خرابی بھی کوئی نہ ہوئی۔

حضور نے فرمایا کہ میرے ہاں جو یورپین مہمان آتے ہیں ان میں بعض کو مرچوں کا شوق ہوتا ہے۔ وہ کباب وغیرہ زیادہ کھا لیں تو ان کے لئے برائیونیا (Bryonia) منگوا کر رکھتا ہوں۔ یہ احتیاطی طور پر کھانے سے پہلے بھی کھائی جا سکتی ہے۔ عام پرہیز کے بارے میں فرمایا کہ جو چیز آپ کو تکلیف دیتی ہے وہ نہ

باقی صفحہ نمبر (۱۲) پر ملاحظہ فرمائیں

FOLMAN
FOODS
BUYING GROUP
FOR
GROCERS
AND C.T.N.
SHOPS
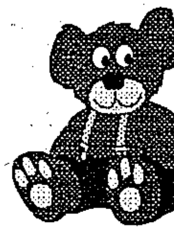
2 SANDY HILL ROAD,
ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464
081 553 3611

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:
041 777 8568
FAX 041 776 7130

KOBE میں زلزلہ کے موقع پر احمدیہ امدادی کیمپ

(ضیاء اللہ مبشر۔ مربی سلسلہ، جاپان)

۱۷ جنوری ۱۹۹۵ء کی صبح جاپان کے شہر کوبے (Kobe) اور جزیرہ اواجی (Awaji) کے لئے ایک ہیبت ناک زلزلہ کے ساتھ طلوع ہوئی جس نے نیم خوابی میں بستروں میں سوئے ہوئے یا علی الصبح دفاتر اور سکول و کالج جانے کی تیاری میں مصروف ہزاروں افراد کو ابدی نیند سلا دیا۔ بہت سے زخمی یا معذور ہو گئے۔ بے شمار بستے گھر اجڑے، خاندان بچھڑے اور قیامت آناً فاناً برپا ہو گئی۔ شہر کے رابطے منقطع، راستے بند، سڑکیں ٹوٹنے پھوٹنے کے علاوہ ٹرین کی پٹڑیاں اور گاہے گاہے ریلوے سٹیشن بھی مکمل طور پر تباہ اور غائب ہو گئے۔

جاپان میں واقع ہونے والے اس خوفناک زلزلہ کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جاپان کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق فوری طور پر Kobe شہر کے اس علاقہ میں جو زلزلہ سے سب سے زیادہ متاثر ہوا، امدادی کیمپ قائم کرنے کی توفیق ملی۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل و نصرت سے تادم تحریر سرگرم عمل ہے۔ (کوبے جاپان کا وہی شہر ہے جہاں ۱۹۳۵ء میں جاپان میں جماعت احمدیہ کے پہلے مبلغ مکرم صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز ورود فرما ہوئے تھے)۔

زلزلہ کے بعد احمدی رضاکاروں کا سب سے پہلا وفد جو مکرم مغفور احمد صاحب منیب امیر جماعت احمدیہ جاپان کی ہدایت پر ۱۹ جنوری کو جائزہ کے لئے آیا اس میں صدر خدام الاحمدیہ مکرم اطہر محمود صاحب اور صدر جماعت ناگویا (Nagoya) مکرم چوہدری محمد یونس صاحب شامل تھے۔ شہر کے راستے بند ہونے کے باعث ہر دو رضاکاروں نے اس کٹھن سفر میں قریباً ۳۰ کلومیٹر کا فاصلہ پیدل طے کیا اور کوبے تک پہنچے اور جائزہ لے کر فوری رپورٹ اور حالات بتائے۔ مکرم امیر صاحب کی ہدایت پر ۱۹ جنوری کو ہی خاکسار ٹوکیو سے روانہ ہوا اور ۲۰ جنوری کو ناگویا سے مکرم حافظ محمد امجد عارف صاحب کو ساتھ لے کر کوبے کے لئے روانہ ہو گیا۔ مقامی حکومت سے مشورہ کے بعد احمدیہ کیمپ کا قیام کوبے کے ناگاتا (Nagata) وارڈ میں ایک پارک میں کیا گیا۔

شہر میں داخل ہوتے ہی جن دلدوز مناظر نے استقبال کیا، قلم ان کے بیان کی طاقت نہیں رکھتا۔ لیکن اگر یہ کہہ دوں کہ ہیروشیما کی تباہی جو سنی تھی اس کی جھلک کوبے کے علاقوں کی تباہی میں بہت ملتی ہے تو بے جانہ ہوگا۔ بڑے بلند و بالا مکانات و عمارات اپنے باسیوں سمیت منہدم ہونے کے علاوہ سڑکوں کے ٹوٹنے، بلند موٹروے کے گرنے اور ریلوے لائن اور بعض ریلوے اسٹیشن مکمل تباہ ہونے کے واقعات کے علاوہ بہت سے ایسے علاقے تھے جہاں وسیع و عریض آبادی میں آگ پھیلی اور آناً فاناً بستے گھروں اور بارونق بازاروں کو خاکستر کر دیا۔ ایسے ہی ایک مقام پر جب ۲۱ جنوری کی صبح ہم بے گھر افراد میں کھانا وغیرہ تقسیم کر رہے تھے تو سوگاوارا (Sugawara) کے علاقہ میں پہنچے جو تمام کا تمام جل کر راکھ اور زمین بوس ہو چکا تھا۔ نہ معلوم کتنے انسان اس کے نیچے جلے ہونگے اور ملبہ ہٹانے میں مہینوں درکار ہیں۔ بعض جگہوں پر گھروں میں رکھے ہوئے مصنوعی خداؤں اور بتوں کے ٹکڑے بھی جلے ہوئے یا ٹوٹے ہوئے بکھرے پڑے تھے۔ ایک جگہ ایک معمر خاتون جو قریباً ۸۰ سال کی ہونگی بیٹھی کچھ راکھ ادھر ادھر ہٹا رہی تھی ان سے محبت سے پوچھا اماں جی سب بچ گئے ہیں تو کچھ نہ بولی۔ کھانا پیش کیا تو انکار میں سر ہلا دیا۔ پوچھا کھایا ہے تو بتایا کہ نہیں۔ آخر مدد کرنے کے لئے پوچھا کہ اماں آپ اس راکھ سے کیا تلاش کر رہی ہیں تو بولی کہ میں اپنا "خدا" تلاش کر رہی ہوں۔ بعض مناظر تو دیکھے نہ جاتے تھے کہ ان کے نیچے کتنی لاشیں اب تک پڑی ہونگی۔ شہر کے لوگ پناہ گاہوں میں بے سروسامانی کے ساتھ رہ رہے تھے۔ جب احمدیہ کیمپ کا قیام ہوا تو فوری گرم کھانا مہیا کرنے کا ایک محدود انتظام کر دیا گیا۔ گرم چائے اور مختلف ضروریات زندگی کی اشیاء بھی فوری مہیا کی گئیں۔ کیمپ میں کام کرنے والے رضاکاروں اور کیمپ کی سرگرمیوں کی مختصر رپورٹ تو قارئین ایم۔ ٹی۔ اے۔ پر سنتے ہونگے۔ بعض ایسے واقعات جو ازدیاد ایمان کا باعث ہوتے ہیں پیش کرتا ہوں۔

احمدیہ کیمپ کے آغاز کے چند روز کا واقعہ ہے ایک کچن کے ایک رضاکار نے رپورٹ دی کہ چینی ختم ہے فوری منگوا دیں۔ اسے میں نے کہا کہ آپ یہ آخری پیکٹ استعمال کریں میں فوری انتظام کرواتا ہوں۔ اور اسی دوران جب کہ ابھی یہ تلاش کیا جا رہا تھا کہ چینی اس ویران و برباد شہر میں کہاں سے خریدی جا سکتی ہے ایک رضاکار تنظیم کے کارکن ننگے سر ایک بوجھل گتے کا ڈبہ اٹھائے مشکل سے چلتے ہوئے آتے دکھائی دئے۔ میں نے فوراً آگے بڑھ کر بوجھ بٹانے کے لئے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہیں میں سامان اٹھا لیتا ہوں۔ تو کہنے لگے کہ نہیں یہ چینی ہے ہمارے پاس زائد تھی، آپ کے لئے لایا ہوں۔

اس طرح کے تائید الٰہی کے واقعات روز اس قدر کثرت کے ساتھ رونما ہو رہے ہیں کہ ایک سلسلہ رواں کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ کبھی کارکن کم ہوں تو خدا تعالیٰ غائب سے کارکن بھجوا دیتا ہے جو خود آکر کام میں شامل ہونے کی درخواست کرتے ہیں۔ سامان کم ہو تو فوری ایک لحہ کی دیر کے بغیر نہایت معجزانہ رنگ میں خدا تعالیٰ مہیا فرما رہا ہے۔ ایک روز تقسیم کرنے کا امدادی سامان کم پڑ رہا تھا کہ اچانک کچھ اجنبی افراد آئے اور کہنے لگے ہم جاپان کے جنوبی علاقہ سے ۲ ویگنوں میں یہ امدادی سامان لائے ہیں۔ تقسیم کرنے کے لئے آپ لے لیں۔ کیونکہ ہمیں واپس جانا ہے۔

سائیکل پنکچر مرمت کا انتظام شروع کیا تو خدا نے غائب سے اس فن کے ماہر جاپانی رضاکار ہمیں مہیا فرما دئے ہیں۔ الغرض ہر شعبہ ایک عظیم الٰہی تائید و نصرت کی کتاب رقم کر رہا ہے۔

لوگوں کی بے بسی اور کسم پرسی کا عالم اس قدر دلدوز اور قابل رحم و شفقت ہے کہ ۱۰ روز بعد ایک دن ہمارے کیمپ میں ایک معمر دوست اور ان کی بیوی آئے۔ ان کو گرم سوپ پلایا تو زار و قطار رو پڑے۔ میں نے ان کو حوصلہ و دلاسا دلایا اور حالات پوچھے تو بتایا کہ زلزلہ کے بعد ان ۱۰ دنوں میں میں نے آج پہلی مرتبہ گرم کھانا کھایا ہے۔ N.H.K کے ایک چیف پروڈیوسر نے ہمارے رضاکار سے پوچھا کہ آپ کیوں جاپانیوں کی خدمت کے لئے یہاں آئے ہیں؟ جب رضاکار نے انہیں بے ساختہ یہ جواب دیا کہ ہم جاپانیوں کی یا غیر جاپانیوں کی خدمت کے لئے نہیں آئے بلکہ سب انسانوں کی خدمت کے لئے آئے ہیں تو بے اختیار گلے لگ کر زار و قطار رونے لگے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے غریبانہ حالت میں قائم ہونے والا احمدیہ امدادی کیمپ اپنی غریبانہ شان کو قائم رکھتے ہوئے نہ صرف مقامی حکومت کے اداروں میں بلکہ اس علاقہ میں خوب مشہور ہو چکا ہے۔ لوگ خود فون کر کے یہاں سامان دینے کی درخواست کرتے ہیں، کام کرنے کی خواہش کرتے ہیں اور جماعت احمدیہ کی خداداد فراست کے طفیل ہر روز نئے منصوبے بنا کر خدمت کے دائرے وسیع تر ہو رہے ہیں اور ان نیکیوں میں اکثر رضاکار تنظیمیں ہماری تقلید کرتی ہیں۔ اس وقت جبکہ زلزلہ کے بعد ایک ماہ گزرنے والا ہے۔ احمدیہ کیمپ ایک چھوٹے سے جھونپڑے سے پارک کے وسیع علاقے میں پھیل چکا ہے۔ گرم چائے، گرم سوپ اور دن بھر میں ۱۰۰۰ سے ۲۰۰۰ تک افراد کو کھانا کھلانے کے علاوہ امدادی سامان کی تقسیم مفت سائیکل مرمت، پانی نہ پہنچنے والے علاقوں میں پانی کی ترسیل، بوڑھوں کی مدد، بچوں کی دلگیری اور دیگر رضاکاروں سے خصوصی تعاون وغیرہ کے کام نہایت احسن طور پر سرگرمی سے انجام دئے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لوگوں کو اسلام کا اصل چہرہ دیکھنے اور اس کے لئے محبت کی نظر پیدا کرنے کا بہترین ماحول بن چکا ہے۔ پریس میں کثرت سے احمدیہ کیمپ کی مساعی کی جھلکیاں، رپورٹس، اور خبریں جاتی ہیں۔ اب تک ۳۰ سے زائد ٹی۔ وی۔، اخبار، ریڈیو اور رسالے کے نمائندگان مکرم مغفور احمد صاحب منیب، امیر جماعت احمدیہ جاپان، جو کیمپ کے منتظم اعلیٰ ہیں، سے انٹرویو لے چکے ہیں۔

احمدی خدام اور لجنہ نہایت ہمت اور جذبے سے رضاکار کے طور پر خود کو پیش کرتے ہیں۔ جبکہ بہت سے جاپانی رضاکار بھی اب تک ساتھ شامل ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزاء عطا فرمائے۔ تمام کارکنان اور جماعت احمدیہ جاپان کے لئے قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کے نام بھی لگوائیے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ

(مینیجر)

ہومیو پیتھی کلاس

کھائیں لیکن جو چیز تکلیف نہیں دیتی وہ بیماری میں بھی بے شک کھائیں۔

☆ ہومیو دوا کھانے کے وقت کے بارے میں حضور نے فرمایا کہ ہومیو دوائی کھانے کا سب سے بہترین وقت وہ ہے جب پیٹ خالی ہو۔ نہار منہ صبح یا دو کھانوں کے درمیان یا کھانے کے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ بعد۔ آپ نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ کھانے کے فوراً بعد خون کی توجہ معدے کی طرف ہو جاتی ہے۔ اور دوا سے توجہ ہٹنے کا امکان ہوتا ہے۔

☆ سوال کیا گیا کہ کیا ایک وقت میں ایک ہی سسٹم کی دوا کھائی جائے یا نہیں۔ یعنی کیا ایلوپیتھک اور ہومیو پیتھک دوائیں اکٹھی زیر استعمال لائی جا سکتی ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ عام طور پر صحیح طریق یہی ہے کہ ایک ہی سسٹم کی دوا کھائی جائے۔ سوائے اس کے کہ علم ہو کہ دوسرے سسٹم کے اثرات کیا ہیں۔ بعض دفعہ مریض کو اعتماد نہ ہو تو میں کہہ دیا کرتا ہوں کہ دوسرے سسٹم کی دوا بھی کھاتے رہیں۔

حضور نے فرمایا کہ میرے ابا جان (خلیفۃ المسیح الثانیؓ) کو آرٹریوسکلوسس کی بیماری تھی۔ اس میں بلڈ پریشر بڑھانے کی دوائیں دے رہے تھے۔ کوئی ایسی وجہ تھی کہ ڈاکٹر بلڈ پریشر بڑھانا چاہتے تھے۔ اور میں دوائی دے رہا تھا جس سے بلڈ پریشر نیچے ہوتا ہے۔ بھائی منور (صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب مرحوم) نے مجھے اجازت دی ہوئی تھی کہ میں ان کے ایلوپیتھک علاج کے ساتھ ساتھ اپنا ہومیو پیتھک علاج بھی جاری رکھوں۔ ایک دن انہوں نے بڑی فکر سے کہا کہ ہر قسم کی دوائیاں آزما کر دیکھ لی ہیں بلڈ پریشر نہیں بڑھ رہا۔ میں نے کہا بلڈ پریشر کیسے بڑھے۔ میں جو بلڈ پریشر کم کرنے کی دوا دے رہا ہوں۔ اس سے پتہ چلا کہ باوجود اس کے کہ آپ کی ڈرگز تیز ہیں ہومیو پیتھک اگر صحیح علامتوں کے مطابق ہو تو اس کا حکم زیادہ بالا رہے گا۔ اس پر انہوں نے مجھے کہا کہ اب تم اپنی دوا نہ دو۔ چنانچہ میں نے وہ دوا روک دی اور بلڈ پریشر بڑھ گیا۔ اور ان کی دواؤں نے اثر کرنا شروع کر دیا۔

ASIAN AND ENGLISH JEWELLERY
BEST DISCOUNTS
MEDINA
JEWELLERS
VAT REGISTERED
1 CALARENDEN ROAD
WHALLY RANGE
MANCHESTER M16 8LB
061 232 0526

CAN YOU SERIOUSLY AFFORD TO TRAVEL BY AIR WITHOUT FIRST CHECKING OUR PRICES? PHONE US FOR A QUOTE
ATLAS TRAVEL
THE TRAVEL AGENTS YOU CAN TRUST
061 795 3656
493, CHEETHAM HILL ROAD, MANCHESTER, M8 7HY

گلف وار کی ہولناکیاں ابھی بھی جاری ہیں

فوجیوں میں پراسرار بیماری کے واقعات

(رشید احمد چوہدری - لندن)

خلیج کی جنگ کی ہولناکیوں سے کون واقف نہیں۔ اس کے اثرات ابھی تک چلے آرہے ہیں۔ عراق سے آمدہ رپورٹوں کے مطابق اقوام متحدہ کی طرف سے عائد شدہ پابندیوں کے باعث ملک کے حالات ابھی تک نارمل نہیں ہوئے۔ ابھی تک ہسپتالوں کی حالت ابتر ہے۔ دوائیوں کے نہ ہونے کے باعث مریض دم توڑ رہے ہیں۔ اپریشن بغیر ضروری ادویہ کئے جارہے ہیں۔ خاص طور پر بچوں اور بوڑھوں کی بھاری تعداد اس ظالمانہ اقدام کی وجہ سے متاثر ہو رہی ہے۔

ویسے تو خلیج کی جنگ کو جنگ کہنا ہی غلط ہے کیونکہ ساری کاروائی یکطرفہ تھی جس کے نتیجہ میں لاکھوں افراد لقمہ اجل بن گئے۔ جدید ترین ہتھیاروں کی مدد سے امریکہ، برطانیہ اور ان کے حلیفوں نے عراق کو مکمل طور پر تباہ کر دیا۔ اس طرح جہاں عراق کے شہریوں کو بے پناہ مصائب سے دوچار ہونا پڑا وہاں فاتح اقوام کو بھی جنگ کی ہولناکیوں سے کچھ نہ کچھ حصہ ضرور ملا۔ چنانچہ اخباری اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ جن امریکی اور برطانوی فوجیوں نے خلیج کی جنگ میں حصہ لیا تھا ان کا ایک حصہ کسی پراسرار بیماری میں مبتلا ہے جس کی تشخیص ابھی تک نہیں ہو سکی۔

اگرچہ برطانوی حکومت کسی ایسی بیماری کی موجودگی کو تسلیم کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کر رہی ہے۔ تاہم معلوم ہوا ہے کہ امریکہ کی حکومت نے تسلیم کیا ہے کہ بعض ایسے فوجی کسی بیماری کا شکار ضرور ہیں البتہ طبّی نقطہ نگاہ سے اس بیماری کا ابھی تک پتہ نہیں چلایا جا سکا۔

برطانیہ میں ایک ایسوسی ایشن کا قیام بھی عمل میں لایا گیا ہے جو اپنا کیس حکومت کو پیش کر کے یہ بات منوانے کی سرتوڑ کوشش کر رہی ہے کہ خلیج کی جنگ میں حصہ لینے والے بعض فوجی ذہنی اور جسمانی بیماریوں میں مبتلا ہیں اور وہ طبّی تحقیقات کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ برطانیہ میں ۲۰۰ فوجیوں نے خود کو طبّی معائنہ کے لئے پیش کیا ہے جن میں سے ۷۷ کا معائنہ ہو چکا ہے اور باوجود ان فوجیوں کے اس دعویٰ کے کہ ان کی زندگی نارمل نہیں رہی حکومت یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں کہ وہ کسی بیماری کا شکار ہیں۔

ان فوجیوں کی اکثریت کا یہ کہنا ہے کہ "صحرائی بیماری" کی وجہ وہ ٹیکے ہیں جو حفاظتی تدابیر کے طور پر ان کو لگائے گئے یا وہ ادویات ہیں جو مختلف عوارض سے بچانے کے لئے ان کو کھلائی گئیں۔

☆ لندن کا ایک ۲۷ سالہ نوجوان ٹونی فلنٹ (Tony Flint) جو میڈیکل ریزرو میں تھا بتاتا ہے کہ اسے ایک ماہ کے دوران ۱۲ انجیکشن لگائے گئے جو ہیضہ، تیتنس (Tetnis)، اینتھرکس (Anthrax)، کالی کھانسی اور طاعون وغیرہ سے حفاظت کے لئے لگائے گئے تھے۔ یہ ان دوائیوں کے علاوہ تھے جو اسے نروس سسٹم کی حفاظت کے لئے کھلائی گئیں جن کو این۔ اے۔ پی۔ ایس۔ (NAPS) کہتے ہیں۔ ان ادویات کی وجہ سے اس کے جسم کے بعض حصے مفلوج ہو گئے ہیں، جلد پر پھنسیاں نکلتی ہیں، سانس پھولا ہوا رہتا ہے اور کئی دفعہ وہ حافظہ کھو بیٹھا ہے۔

☆ ۲۶ سالہ رابرٹ لیک (Robert Lake) جو ڈارلنگٹن ڈرہم کا رہنے والا ہے اور فوج میں ریڈار ٹکنیشن تھا اب چلنے پھرنے سے معذور ہو چکا ہے۔ بغیر وہیل چئر کے ایک جگہ سے دوسری جگہ جا نہیں سکتا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ جب اسے Anthrax کا دوسرا ٹیکہ لگایا گیا تو وہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔

☆ نیو کاسل کا رہنے والا ۲۷ سالہ پال ایش (Paul Ash) جو گلف وار فوجیوں کی ایسوسی ایشن کا جائنٹ چئرمین ہے بتاتا ہے کہ NAP کی دوائی نے اسے اتنا تند خو اور لڑاکا بنا دیا ہے کہ ایک دفعہ اس نے طیش میں آکر بکتر بند گاڑی توڑنے کی کوشش کی تھی۔ اس نے بتایا کہ بیماری کی وجہ سے ۱۹۹۳ء میں اس نے فوج کو خیرباد کہہ دیا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ خلیج کی جنگ میں فوجیوں کو Guiniapig کے طور پر استعمال کیا گیا تھا اور حکم دیا گیا تھا کہ دوائی کی ۲۱ ٹکیاں نگل جاؤ۔ اگر کسی نے وجہ پوچھنے کی کوشش کی تو اسے خاموش رہنے کے لئے کہا گیا۔

مانچسٹر میں وکلاء کی ایک فرم، ڈون اینڈ کمپنی، نے بتایا کہ انہوں نے ۴۵ ایسے کیسز تیار کئے ہیں جن کو حکومت سے معاوضہ دلانے کی کوشش کی جائے گی اور ۱۰۰ کے لگ بھگ مزید ایسے کیسز پائپ لائن میں ہیں۔ یہ تمام کیسز خلیج کی جنگ سے تعلق رکھتے ہیں۔

امریکہ میں بھی آج سے تقریباً ۴ سال پہلے جب خلیج کی جنگ سے واپس آنے والے فوجیوں نے صحت کی خرابی کی شکایت کی تو حکومت نے ان کی حالت زار کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور یہ کہہ کر کہ یہ عوارض ذہنی تناؤ کا نتیجہ ہیں معاملہ کو ٹال دیا مگر جب فوجیوں نے کیپٹل ہل پر مظاہرہ کیا تو لوگوں کی ہمدردیاں ان کے ساتھ ہو گئیں اور حکومت کے متعلقہ محکموں کو بھی ان کی طرف توجہ کرنا پڑی۔ سینٹ کی سپیشل کمیٹیوں نے ان کی بیماریوں کا جائزہ لیا اور اعداد و شمار اکٹھے کرنا شروع کئے۔ ایک ایسی ہی کمیٹی کی تحقیقات کے مطابق کیمیکل ہتھیاروں سے محفوظ رہنے کے لئے جو ڈرگز فوجیوں کو استعمال کرائی گئیں وہی فوجیوں کی خرابی صحت کا باعث بنیں۔

اگرچہ ابھی تک خلیج کی جنگ میں حصہ لینے والے فوجیوں کو حکومت کی سرد مہری سے شکایت ہے تاہم ان کی صحت کی نگرانی کے لئے کئی مقامات پر خصوصی سنٹر کھولے گئے ہیں۔

☆ ایک امریکن فوجی ۳۶ سالہ Troy Albuck جو خلیج کی جنگ میں پلاٹون کمانڈر تھا واپس آنے کے ایک سال بعد یعنی ۱۹۹۲ء میں صحت کی خرابی کا شکار ہو گیا۔ سب سے پہلے اس کی جلد پر بدنما دھبے نمودار ہونا شروع ہوئے پھر آنکھیں ورم کی وجہ سے تقریباً بند ہو گئیں۔ اور ہونٹوں کی جلد جگہ جگہ پھٹنے لگی۔ جب جلد دھبوں سے صاف ہوئی تو اسے جوڑوں میں درد رہنے لگا۔

☆ ایک اور فوجی ریورنڈ بیری واکر - (Barry Walker) جو خود بھی "صحرائی بیماری" کا شکار ہے اور گلف وار کے فوجیوں کے مفادات کی نگرانی بھی کرتا ہے حکومت کی سرد مہری کی شکایت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ انہیں مزید دواؤں یا رقوم دینے سے پہلے ان کی بیماریوں کی مکمل تشخیص ہونی چاہئے۔

اکثر خیال کیا جاتا ہے کہ تیل کے کنوؤں سے جو دھوئیں کے گہرے بادل اٹھتے رہے ان کی وجہ سے بھی فوجیوں کی صحت پر برا اثر پڑا ہے۔ امریکہ میں ۱۶۶ فوجیوں کی صحت کا معائنہ کیا گیا اور حسب ذیل نتائج حاصل کئے گئے:

جوڑوں کی درد کی شکایت	۵۹ فیصد
جلد پر دھبوں کی شکایت	۵۶ فیصد
سانس پھولنا اور چھاتی میں درد	۳۸ فیصد
بے خوابی کی شکایت	۱۷ فیصد
بے وجہ تھکاوٹ کی شکایت	۳۳ فیصد
بار بار دست لگنا	۳۰ فیصد
ڈراؤنے خواب آنا	۲۴ فیصد
بالوں کا جھڑنا	۱۹ فیصد
مسوڑھوں سے خون بہنا	۷ فیصد

تازہ ترین اطلاعات کے مطابق امریکہ کا ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ، نیشنل انسٹیٹوٹ آف ہیلتھ اور نیشنل اکیڈمی آف سائنس نے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ماہرین کے پینل قائم کئے ہیں جو اس معاملہ میں پوری چھان بین کرنے کے بعد اپنی سفارشات حکومت کو پیش کریں گے۔

سائنس کی دنیا

(آصف علی پرویز)

قدیم مذہبی تحریرات پر DNA تکنیک کا استعمال

آج سے کچھ سال قبل بحیرہ مردار Dead Sea کے قریب کی پہاڑی کی غاروں میں سے مٹی کے بڑے بڑے برتن ملے تھے۔ ان برتنوں میں کچھ تحریرات محفوظ تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ سب سے زیادہ پرانی تورات کے حصے ہیں جو کہ جانوروں کی کھالوں پر لکھی گئی تھی۔ انگریزی میں انہیں Dead Sea Scrolls کہا جاتا ہے جب یہاں کے مقامی لوگوں کو آثار قدیمہ والوں کی دلچسپی کا علم ہوا تو انہوں نے اسکے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ان کے ہاتھ بیچنے شروع کئے۔ نتیجۃً سائنس دانوں کے پاس ان اوراق کے دس ہزار سے زائد ٹکڑے اکٹھے ہو گئے۔ اب سب سے مشکل مرحلہ یہ پیش آیا کہ ان ٹکڑوں کو کیونکر اسطرح جوڑا جائے کہ ان پر لکھی ہوئی تحریروں کو پڑھا جاسکے۔ سائنس دانوں نے بڑی محنت سے ان ٹکڑوں کے رنگ اور تحریر کی شکل و شباہت کو سامنے رکھتے ہوئے اوراق کو جوڑنا شروع کیا ہے۔ واضح ہے کہ یہ انتہائی پیچیدہ اور وقت طلب کام ہے جس پر کئی سال لگ سکتے ہیں۔

Professor Scott Woodward نے ٹکڑوں کو جوڑنے کا ایک بالکل انوکھا طریقہ پیش کیا ہے۔ اسے ڈی این اے کا طریقہ DNA Technique کہتے ہیں خدا تعالیٰ نے ہر انسان اور حیوان کو جن ابتدائی خلیوں سے پیدا کیا ہے وہ DNA کہلاتے ہیں۔ ہر جاندار کا DNA وہ تمام خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہے جس نے نشوونما پاکر اس جاندار کی شخصیت کو مکمل کرنا ہوتا ہے۔ جس طرح ہر انسان کی انگلیوں کے نشان دوسرے سے مختلف ہیں بالکل اسی طرح ہر جاندار کا اپنا مخصوص DNA ہے۔

Professor Woodward نے ایک Scroll میں سے ایک انتہائی مہین ٹکڑا کاٹا اور پھر کیمیائی طریقوں سے اس ٹکڑے کا DNA معلوم کیا۔ چونکہ یہ Scroll مختلف جانورں کی کھالوں پر لکھے گئے تھے اس لئے قیاس غالب ہے کہ اگر کچھ ٹکڑوں کا DNA ایک ہی ہو تو وہ ایک کھال کا حصہ ہوں گے۔ یہ توقع کی جاتی ہے کہ جیسے ہی ایک جیسے DNA کے ٹکڑوں کو جوڑا جائیگا تو ایک مکمل تحریر سامنے آسکے گی۔ یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس طریقہ کو استعمال کرنے کے بعد کچھ ہی سالوں میں تمام صفحات کو ترتیب وار لگایا جاسکے گا اور ان قدیم ترین مذہبی تحریروں کو پڑھا جاسکے گا۔

خلائی سٹیشن کے قیام کی طرف ایک اہم قدم

ایک وقت تھا جب روس اور امریکہ میں خلائی دوڑ اپنے عروج پر تھی۔ لیکن کمیونزم کے خاتمہ کے بعد دونوں ممالک میں تعاون کا آغاز ہوا۔ چنانچہ ۱۹۹۳ء میں ان دو ممالک کے درمیان خلا میں تعاون کے بارے میں ایک معاہدہ طے پایا۔ ۳ فروری ۱۹۹۵ء کو خلائی شٹل Discovery خلا میں گئی جس میں ایک روسی خلاباز اور ایک برطانوی خلاباز بھی شامل تھا۔ اس مشن کا اہم مقصد یہ ہے کہ یہ شٹل فضا میں معلق روسی خلائی سٹیشن Mir سے جڑ جانے کے عمل کی پریکٹس کرے۔ چنانچہ خلائی شٹل اڑتی اڑتی اس خلائی سٹیشن سے صرف ۱۳ میٹر کی دوری پر رہ گئی اور اس نے سٹیشن کے گرد بھی چکر لگائے۔ اس دوران خلابازوں نے جڑ جانے کے عمل Docking Procedure کو جڑنے کے بغیر دہرایا۔ اس دوران خلائی سٹیشن Mir اور خلائی شٹل کے خلابازوں نے ایک دوسرے کو ہاتھ لہرا کر خوش آمدید کہا۔

جون ۱۹۹۵ء میں جو شٹل خلا میں جائے گی وہ اس سٹیشن کے ساتھ جڑ جائے گی اور توقع ہے کہ خلاباز شٹل سے اس سٹیشن میں جاسکیں گے۔ اگر ایسا ہوا تو یہ قدم خلا کی تاریخ کا ایک سنگ میل ثابت ہوگا۔ پروگرام یہ ہے کہ ایک وسیع سٹیشن خلا میں قائم کیا جائے۔ اور اس کے علاوہ خلا باز مختلف پروگراموں کے مطابق اس سٹیشن پر ٹھہرا بھی کریں۔ جہاں وہ مختلف سائنسی تجربات کریں گے جو بے وزنی کی وجہ سے نئی نئی ایجادات کو جنم دیں گی۔ اس کے علاوہ اس خلائی سٹیشن سے اور مشن دوسرے سیاروں کی طرف بھی بھیجے جائیں گے۔ خلا میں یہ سٹیشن سائنس دانوں کے خلا میں قیام کے لئے بہت ہی اہم کردار ادا کرے گا۔ شاید ایک وقت ایسا بھی آئے کہ خلا میں عوام کے لئے سروس بھی مہیا کی جاسکے۔ اور لوگ سیر کرنے کے لئے خلا میں جایا کریں گے۔

اس قسم کا ایک منصوبہ ایک برطانوی کمپنی نے پیش کیا ہے کہ جس کے تحت لندن سے آسٹریلیا جانے کا سفر بجائے عام جہاز کے ایک خلائی شٹل کی طرح کے جہاز میں کیا جاسکے گا۔ چنانچہ لندن اور آسٹریلیا میں ہوائی جہاز کا سفر بیس گھنٹوں کی بجائے صرف چند گھنٹوں کا رہ جائے گا۔ اگرچہ ابھی یہ منصوبہ بالکل ابتدائی شکل میں ہے لیکن عین ممکن ہے کہ اگلی صدی میں اس کی عملی شکل سامنے آسکے۔

مولوی محمد امیر خان صاحب مرحوم

(سید طفیل احمد شاہباز، مبلغ ڈبروگڑھ آسام)

مکرم مولوی محمد امیر خان صاحب مرحوم کی پیدائش غالباً ۱۸۴۶ء میں پشاور کے موضع پنگا بالا میں ہوئی۔ آپ کے والد صاحب کا نام محمد فیروز خان تھا جو کہ اپنے علاقہ کے ایک معزز زمیندار تھے۔ نزدیک میں ایک سکول "حبیبہ اسکول" کے نام سے تھا۔ مکرم مولوی صاحب موصوف نے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ خداداد ذہانت کا یہ عالم تھا کہ چھوٹی عمر میں ہی اردو، عربی اور فارسی میں عبور حاصل کر لیا اور بعض حالات کی وجہ سے انیسویں صدی عیسوی کی چھٹی دہائی میں پشاور سے ہجرت کر کے ہندوستان کے صوبہ آسام میں موضع ڈبروگڑھ میں سکونت اختیار کر لی۔ دوران ہجرت کچھ عرصہ بھوپال میں بھی گزارا جہاں آپ بیگم جہاں آرا بھوپال کو حدیث پڑھاتے رہے۔ اسی سے آپ کی علمی صلاحیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا بڑی بیتابی سے انتظار ہو رہا تھا۔ محترم موصوف کی بیٹی محترمہ مہرالنساء صاحبہ کے بیان کے مطابق پشاور کے گردونواح میں ایک بزرگ گلاب شاہ فقیر نامی تھے جنہوں نے یہ اعلان فرمایا کہ امام مہدی پیدا ہو چکا ہے۔ اس وقت مکرم مولوی صاحب موصوف چھوٹی عمر کے تھے۔ کچھ سالوں کے بعد پھر اسی بزرگ نے یہ اعلان فرمایا کہ امام مہدی جوان ہو چکا ہے۔ بعد ازاں مکرم مولوی صاحب موصوف ہجرت کر کے آسام کے موضع ڈبروگڑھ تشریف لے آئے۔ لیکن آپ کو پشاور کے بزرگ گلاب شاہ فقیر کی باتیں ہمیشہ یاد رہیں۔ بعد ازاں ڈبروگڑھ کے ایک معزز خاندان میں محترمہ اشرف النساء صاحبہ سے شادی کی جو کہ مکرم منشی محمد حسین صاحب کی صاحبزادی تھیں۔ مکرم منشی صاحب مرحوم موضع ہگلی (بنگال) کے رہنے والے تھے۔

مولوی صاحب زہد و تقویٰ، پرہیز گاری، توکل علی اللہ اور ثبات قدمی میں کمال کو پہنچے ہوئے انسان تھے۔ خدا ترسی، تحمل مزاجی اور خدمت بنی نوع انسان ان کا خاصہ تھا۔ عالی ہمت اور عالم باعمل تھے۔

بیعت اور مخالفت

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ فرمایا کہ میں خداتعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود و مہدی معہود ہوں تو مکرم مولوی صاحب موصوف کے کانوں میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پڑی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل منجانب قرآن کریم و احادیث نبویہ کو دیکھ کر نیز پشاور کے بزرگ گلاب شاہ فقیر کی باتوں کو یاد کر کے بذریعہ خط حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی۔ اس وقت ان کے بڑے صاحبزادے مکرم خان بہادر عطاء الرحمان خان صاحب بالکل چھوٹی عمر کے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ساری دنیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت پر کھڑی تھی۔ چنانچہ ڈبروگڑھ اور گردونواح کے علماء نے مکرم مولوی صاحب موصوف کی زبردست مخالفت کی اور زمانہ قدیم سے چلے آ رہے مولویوں کے رواج کے مطابق ہر طرح کی تکالیف دینی شروع کیں لیکن مولوی صاحب کی ثبات قدمی میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آیا بلکہ آپ دن رات دعائیں کرتے رہے اکثر اوقات لوگوں کو تبلیغ کرتے مولویوں نے اپنی عادت کے مطابق مشترکہ طور پر کفر کا فتویٰ دیا۔

کا دو منزلہ مکان تھا جس کے
...ل میں ہوا کرتا تھا

جہاں رکھی ہوئی کتب دینیہ کے مطالعہ میں آپ مصروف رہتے۔ ایک مرتبہ آپ اوپر کی منزل میں تھے کہ اچانک نیچے سڑک پر ایک فوجی شخص کے چلانے کی آواز سنائی دی وہ فوجی آپ کے مکان کی طرف منہ کر کے بڑے زوردار آواز میں کہہ رہا تھا "مولوی نیچے آ، مولوی نیچے آ" اس کے بعد مکرم مولوی صاحب موصوف کو گالیاں دینے لگتا۔ مکرم مولوی صاحب نیچے آئے اور مسکراتے ہوئے فرمایا آئیے تشریف لائیں۔ اس فوجی نے کہا کہ کلمہ پڑھ۔ مکرم مولوی صاحب نے بآواز بلند پڑھا۔ اس پر وہ شخص مولویوں پر آگ بگولا ہو گیا اور کہنے لگا کہ "مولوی اتنی لمبی لمبی داڑھی رکھ کر جھوٹ بولتے ہیں" اس پر وہ شخص واپس چلا گیا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے مکرم مولوی صاحب کے مکان کے سامنے قریباً چار پانچ سو مولویوں و مخالفین کا گروہ جمع ہو گیا اور سارے کے سارے یک زبان ہو کر مولوی صاحب کو اور حضرت مسیح موعودؑ کو گالیاں دینے لگے اور مصر رہے کہ آپ گھر سے باہر نکلیں۔ پہلے پہل تو آپ کافی دیر خاموش رہے لیکن جب مولویوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو گالیاں دینے میں انتہا کر دی تو آپ کی غیرت یہ برداشت نہ کر سکی کہ آپ کے محبوب کو آپ کے سامنے کوئی گالیاں دے۔ چنانچہ آپ نیچے جانے کے لئے بڑھے تو آپ کی اہلیہ آپ کو باہر جانے سے روکنے لگیں حتیٰ کہ آپ کے بڑے صاحبزادے آپ کے پیروں سے لپٹ گئے کہ آپ باہر نہ جائیں کیونکہ سارے کا سارا مجمع نیچے سڑک پر لاٹھی اور ہتھیاروں سے لیس تھا۔ آپ کسی کی پرواہ کئے بغیر نچلی منزل کا دروازہ کھول کر باہر نکلے تو ان کا چہرہ شدت جوش سے لال ہو رہا تھا۔ ٹھیک سامنے مسجد کے منارہ پر اس بڑے مشتعل مجمع کی پرواہ کئے بغیر چڑھ گئے اور بلند آواز میں قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دی۔ تلاوت قرآن مجید کا فرمانا تھا کہ مجمع کو جیسے سانپ سونگھ گیا اور یکایک ایک ایک کر کے سبھی لوگ بغیر کچھ کہے واپس لوٹ گئے۔

ایک صاحب مولوی اکمل قاسمی عرف مولوی پھول دانی نامی تھے۔ دیوبندی فرقہ سے تعلق تھا اور ڈبروگڑھ کے لوگ صرف ایک مولوی کے طور پر جانتے تھے اور گاہے بگاہے مختلف رسومات میں اس کی خدمات لی جاتی تھیں۔ ہمیشہ مکرم مولوی صاحب کی مخالفت کرتا تھا۔ باوجود مخالفت کے مکرم مولوی صاحب کی وسیع القلبی اور حسن سلوک کا یہ عالم تھا کہ آپ مولوی پھول دانی کو اپنے پاس بلاتے اور شفقت کے ساتھ بٹھا کر ساتھ کھانا کھلاتے۔ مولوی پھول دانی، آپ کے کتب خانے سے کتب بغرض مطالعہ واپس کرنے کے وعدے کے ساتھ لے جاتا جس میں سے اکثر کتب واپس نہیں ہوتی تھیں اور باہر جا کر مولویوں کے ساتھ مل کر پھر ریشہ دوانیوں میں مصروف ہو جاتا حالانکہ یہ مولوی اکثر ضرورت پڑنے پر مکرم مولوی صاحب موصوف کے پاس ہی آتا تھا۔ مکرم مولوی صاحب موصوف اس کے ساتھ حسن سلوک فرماتے اور اس کی ضروریات کو پورا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مولوی پھول دانی نے درخواست کی کہ میرے پاس سونے کے لئے پلنگ نہیں ہے مکرم مولوی صاحب نے فوراً اپنا پلنگ اس کو دے دیا اور فرمایا کہ جس چیز کی ضرورت ہو بلا جھجک کہہ دینا۔ میں حتی الامکان اس کو پورا کرنے کی کوشش کروں گا۔ مکرم مولوی صاحب کا ذریعہ معاش تعمیراتی کونٹریکٹ تھا اور خداتعالیٰ کے فضل و کرم سے کسی چیز کی کمی نہیں تھی۔ معاشرے کے ذی حیثیت اور تعلیم یافتہ طبقہ سے گہرا ربط و ضبط تھا اور یہ طبقہ ان کی قابلیت کی بناء پر ان کی بہت عزت کرتا تھا لیکن مولویوں کا زور دن بدن بڑھتا ہی چلا گیا۔

اور آخر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ سارے مولویوں نے یہ فتویٰ صادر کر دیا کہ مکرم مولوی صاحب موصوف کے ساتھ کوئی لین دین اور بات چیت نہیں کرے گا گویا سماجی بائیکاٹ کر دیا گیا۔ گھر کے سامنے ایک کنواں تھا اس سے پانی لینے کی بھی مناہی کر دی گئی لہذا ہر پہلو سے سوشل بائیکاٹ کر دیا گیا ان دنوں میں مکرم مولوی صاحب کو جن تکالیف کا سامنا کرنا پڑا ان کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ گھر میں چھوٹے چھوٹے بچے پانی تک کے لئے ترستے تھے گھر کے عقبی طرف ایک بوڑھی عورت رہتی تھی جو اکثر آپ کے پاس آیا کرتی تھی وہی بوڑھی عورت اپنے گھر کے پاس کے کنویں سے ایک گھڑا پانی چپکے سے لا کر پہنچا دیتی تھی۔ اور یہ سلسلہ کئی سال تک جاری رہا آخر تنگ آ کر آپ کو قانون کا سہارا لینا پڑا۔ مکرم فیض نور علی صاحب جو کہ وکیل تھے کی مدد سے مولویوں کے خلاف کورٹ میں کیس دائر کیا گیا۔ کچھ دنوں کے بعد خداتعالیٰ نے آپ کو فتح عطا فرمائی۔ وکیل صاحب نے عرض کیا کہ آپ ان مولویوں سے ہرجانہ وصول کر سکتے ہیں لیکن مولوی صاحب نے ان تمام فتنہ پروروں کو معاف کر دیا۔

مکرم مولوی صاحب موصوف کو حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں کبھی بھی قادیان جانا نصیب نہیں ہوا۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اپنے بڑے صاحبزادے جناب خان بہادر عطاء الرحمان خان صاحب کے ہمراہ گئے۔ خان بہادر عطاء الرحمان خان صاحب اس وقت کے صوبہ آسام کے ڈائریکٹر آف سکول بھی رہے۔ بعد ازاں شیلانگ میں پرائم منسٹر کے سیکرٹری بھی رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو مکرم مولوی صاحب اور آپ کے صاحبزادے سے بے حد محبت تھی۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں بھی آپ قادیان آتے رہے۔ مکرم مولوی صاحب کا قیام اکثر حضرت سید عبدالستار شاہ صاحبؓ (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نانا جان مرحوم) کے مکان پر ہوتا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو بھی آپ سے بے حد محبت تھی۔ ایک تو آپ کے زہد و تقویٰ کی وجہ سے دوسرے رشتہ داری کے تعلقات کی وجہ سے بھی یعنی اس اعتبار سے کہ آپ کی ایک بیٹی مکرمہ مہرالنساء صاحبہ کا نکاح حضرت سید ولی اللہ شاہ زین العابدینؓ سے ہوا تھا۔

(بحوالہ خطبات محمود ۲۰ نومبر ۱۹۲۵ء)

آسام کا زلزلہ اور ایمان افروز واقعات

۱۹۵۸ء کو صوبہ آسام میں ایک بھیانک زلزلہ آیا جس نے سطح زمین کو تہ و بالا کر دیا۔ برہم پتر ندی جو زلزلہ سے پہلے مکرم مولوی صاحب کے مکان سے کئی میل دور بہتی تھی اچانک زلزلے کی وجہ سے اس کا رخ آبادی کی طرف ہو گیا۔ ساتھ ہی اس ندی میں شدید طغیانی آ گئی۔ بڑی بڑی پختہ عمارتوں کو اس ندی کی جولانی ریت کے گھروندوں کی طرح بہا کر لے گئی۔ بڑی بڑی عمارتیں اور بڑے بڑے درخت پل بھر میں نظروں کے سامنے سے اوجھل ہوتے جاتے تھے۔ مکرم مولوی صاحب موصوف کے مکان کو بھی خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ کسی بھی لمحہ آپ کا مکان اس لپیٹ میں آ سکتا تھا۔ صرف چند میٹر کی دوری تک اس ندی کا بہاؤ شدید جولانی کے ساتھ بہتا تھا۔ ندی کے آس پاس کے لوگ اپنے اپنے گھروں کو چھوڑ کر محفوظ جگہ چلے گئے لیکن مکرم مولوی صاحب کا قیام اپنے گھر پر ہی رہا۔ دن رات خداتعالیٰ کے حضور دعائیں کرتے اور گریہ و زاری کرتے رہے یہاں تک کہ ندی کی جولانی اور شدت میں کمی آئی اور یہیں تک تھم گئی۔ آج بھی یہ ندی آپ کے مکان سے چند میٹر کی دوری پر بہتی ہے۔

جس دن آسام میں زلزلہ آیا وہ پندرہ اگست کا دن تھا۔ مکرم مولوی صاحب موصوف نے عصر کے وقت اپنی سب سے چھوٹی صاحبزادی مکرمہ مہرالنساء صاحبہ کو درثمین لانے کے لئے کہا۔ جب وہ درثمین لے آئیں تو آپ نے فرمایا حضرت مسیح موعودؑ کی وہ نظم خوش الحانی سے پڑھو جس میں لکھا ہے کہ ؎

پھر چلے آتے ہیں یارو زلزلہ آنے کے دن
زلزلہ کیا اس جہاں سے کوچ کر جانے کے دن

مہرالنساء صاحبہ نے خوش الحانی سے یہ نظم سنائی اور ٹھیک رات کے ۸ بجکر ۱۵ منٹ پر یہ تاریخی زلزلہ آیا۔ مکرم مولوی صاحب کے اہل خانہ سجدے میں خدا کے حضور گریہ و زاری کرتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد مکرم مولوی صاحب موصوف نے بیٹیوں سے فرمایا کہ کیا تم لوگوں کو ان لوگوں کی آواز سنائی دے رہی ہے جو سڑک پر پڑھتے ہوئے جاتے ہیں کہ "انت الھادی انت الحق لیس الھادی الا ھو" مجھے تو ان کی آواز صاف طور پر سنائی دے رہی ہے۔ اور ادھر سبھی اہل خانہ کا بیان ہے کہ انہیں ایسی کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ چنانچہ اس واقعہ سے مکرم مولوی صاحب موصوف کے روحانی مقام کا پتہ چلتا ہے۔

آخری بیماری میں آپ کے بڑے صاحبزادے تشریف لائے اور پوچھا کہ ابا جان کیسے ہیں۔ اس پر مکرم

Kenssy
Fried
Chicken
TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB
PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

مولوی صاحب نے فرمایا "تلک عشرۃ کاملۃ" چنانچہ اسی بیماری میں ۲ ستمبر ۱۹۵۰ء کو صبح پانچ بجے بروز اتوار اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ بڑے عزت و احترام کے ساتھ ڈیرو گڑھ کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ نماز جنازہ میں بے شمار لوگوں نے شرکت کی۔ اس موقع پر بھی مولوی صاحبان اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے۔ ڈیرو گڑھ کے قاضی ضیاء الرحمان بیگ نے یہ اعلان کیا کہ جس نے مکرم مولوی صاحب موصوف کا نماز جنازہ پڑھا انہیں پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونا ہوگا کیونکہ انہوں نے ایک کافر کی نماز جنازہ پڑھی ہے۔ اس پر تعلیم یافتہ طبقہ نے انکار کر دیا کہ ہم ہرگز ایسا نہیں کریں گے۔ چنانچہ فیض نور علی صاحب وکیل اور جناب سیف الدین صاحب ہیڈماسٹر نے کہا کہ ہم مولوی صاحب کو پکا مسلمان سمجھتے ہیں۔

مکرم مولوی صاحب بہت سی خوبیوں کے مالک تھے تادم آخر ایمان پر مضبوطی سے قائم رہے۔ ڈیرو گڑھ کے ایک مشہور ڈاکٹر گھوش صاحب آپ کا علاج کرتے تھے۔ موصوف کی نیکی و تقویٰ سے بے حد متاثر تھے۔ آپ کے بڑے صاحبزادے خان بہادر عطاء الرحمان خان صاحب بھی تادم آخر احمدیت کی خدمت کرتے رہے۔ خلافت ثالثہ کے انتخاب پر آپ نے ایک خواب دیکھا کہ گھڑی چلتے چلتے اچانک رک گئی ہے۔ آپ نے سب کو بتایا کہ اب خلافت ثالثہ کا انتخاب ہو چکا ہے۔ مکرم مولوی صاحب موصوف کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ آپ کے صاحبزادے بھی اعلیٰ قابلیت کے مالک تھے۔

مکرم مولوی صاحب کی سات بیٹیاں اور دو بیٹے تھے جن میں سے سب سے چھوٹی صاحبزادی مکرمہ مہر النساء صاحبہ تھیں جنہوں نے اپنے گھر کا ایک حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام وقف کر دیا ہے۔

(بشکریہ ہفت روزہ بدر، قادیان ۱۷ نومبر ۱۹۹۴ء)

پھر شب دیجور کا دروازہ کھلا — روشنی کا باب اک تازہ کھلا
کون کافر ہے مسلماں کون ہے — ہوگیا خلقت کو اندازہ کھلا
آگ اور پانی گلے ملنے لگے — بیربل سے مُلاّ دو پیازہ کھلا
کھلتے کھلتے اس بت عیار کا — ہر قدم پر جھوٹ اک تازہ کھلا
پارہ پارہ ہوگئی ساری کتاب — بیچ چوراہے کے شیرازہ کھلا
بےخبر پہلے ہی شہر عشق کا — رات دن رہتا ہے دروازہ کھلا
میں شہید وقت ہوں رخ پر مرے — عشق اور الہام کا غازہ کھلا

چھپ کے پیتا ہوں فقیہہ شہر سے
کر رہا ہوں ذکر خمیازہ کھلا

(محمد علی)

Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission from London
24th February '95 - 9th March '95

Tel +44 81 870 0922
+44 81 870 8517 x227/230
Fax +44 81 870 0684

Friday 24th February

- 11.30 Tilawat
- 11.45 Hadith
- 12.00 EUROFILE Q/A with Hadhrat Kalifa-tul-Masih IV held on 8/1/95
- 1.00 Azan & Kobe Update
- 1.10 News
- 1.20 FRIDAY SERMON LIVE
- 2.40 MTA VARIETY Life History of the Promised Messiah by Maulana Abdul Basit Shahid
- 3.00 Tilawat
- 3.10 MULAQAT Repeat of 28/4/94
- 4.10 Explanation of a Nazm by the Promised Messiah about Chola Baba Nanak
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Saturday 25th February

- 11.30 Dars-ul-Quran LIVE
- 1.00 Azan
- 1.10 News
- 1.30 Tilawat
- 1.45 Hadith
- 2.00 CHILDREN'S CORNER Mulaqat with Hazur
- 3.00 Tilawat
- 3.10 AROUND THE GLOBE German Program
- 4.00 Tilawat
- 4.10 "Laqaa Ma'al Arab"
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Sunday 26th February

- 11.30 Dars-ul-Quran LIVE
- 1.00 Azan & Kobe Update
- 1.10 News
- 1.30 Tilawat
- 1.45 Hadith
- 2.00 MULAQAT Repeat of 30/4/94
- 3.00 Tilawat
- 3.10 Letter from London By Aftab Ahmad Khan sahib
- 3.40 Nazm
- 3.45 Tilawat
- 3.50 MTA Variety News Review in German
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Monday 27th February

- 11.30 Dars-ul-Quran LIVE
- 1.00 Azan & Kobe Update
- 1.10 News
- 1.30 Tilawat
- 1.45 Malfoozat
- 2.00 Around the Globe Address of Hazrat Khalifa-tul-Masih to Jalsa Salana Qadian 26/12/94
- 3.30 Programme for Bosnian viewers
- 4.00 Tilawat
- 4.10 MTA VARIETY Programme about Hadhrat Babu Qasimuddin - a Sahabi of the Promised Messiah
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Tuesday 28th February

- 11.30 Dars-ul-Quran LIVE
- 1.00 Azan & Kobe Update
- 1.10 News
- 1.45 Hadith
- 2.00 MULAQAT Repeat of 7/5/94
- 3.00 Tilawat
- 3.10 MEDICAL MATTERS
- 3.40 Tilawat
- 3.50 Nazm
- 4.00 MTA VARIETY "Importance of Wafaat-e-Masih"
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Wednesday 1st March

- 11.30 Dars-ul-Quran LIVE
- 1.00 Azan & Kobe Update
- 1.10 News
- 1.30 Tilawat
- 1.45 Malfoozat
- 2.00 MULAQAT Address of Hazrat Khalifa-tul-Masih to Jalsa Salana Qadian 28/12/94
- 3.30 Tilawat
- 3.40 Children's Corner To be announced
- 4.20 MTA LIFESTYLE Explanation of Nazm by the Promised Messiah about Chola Baba Nanak
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Thursday 2nd March

- 11.30 Dars-ul-Quran LIVE
- 1.00 Azan & Kobe Update
- 1.10 News
- 1.30 Tilawat
- 1.45 Seerat-un-Nabi(SAW)
- 2.00 MULAQAT Repeat of 13/5/94
- 3.00 Tilawat
- 3.10 Medical Matters To be announced
- 3.40 MTA VARIETY An Interview with Mirza Abdul Haque sahib (First Part)
- 4.00 Laqaa Ma'al Arab
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Friday 3rd March

- 11.30 Tilawat
- 11.45 Hadith
- 12.00 EUROFILE Q/A with Hadhrat Kalifa-tul-Masih IV held at Nunspeet on 3/9/1993
- 1.00 Azan & Kobe Update
- 1.10 News
- 1.20 FRIDAY SERMON LIVE
- 2.30 Children's Corner Eid Show from Rabwah
- 3.00 Eid-Ul-Fitr Sermon By Hadhrat Khalifa-tul-Masih
- 4.00 MTA VARIETY Eid Milan Programme by the Lajna of Rabwah
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Saturday 4th March

- 11.30 Tilawat
- 11.45 Hadith
- 12.00 EUROFILE Q/A With Hazur 30-8-94 in Germany
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson 1 Part 1
- 1.00 News
- 1.30 AROUND THE GLOBE tba
- 2.00 Children's Corner Mulaqat 4/3/95
- 3.00 MTA VARIETY Interview of Mr Zahoor Bajwah
- 4.00 MTA LIFESTYLE Quiz Show (Rpt)
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Sunday 5th March

- 11.30 Tilawat
- 11.45 Hadith
- 12.00 EUROFILE Q/A With Hazur 30-8-94 Part II
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson 1 Part 2
- 1.00 Azan & Kobe Update
- 1.10 News
- 1.30 Around the Globe To be announced
- 2.00 MULAQAT with foreign delegates on 5/3/95
- 3.00 Letter from London By Aftab Ahmad Khan sahib
- 3.30 MTA VARIETY News Review in German Language
- 4.30 MTA LIFESTYLE to be announced
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Monday 6th March

- 11.30 Tilawat
- 11.45 Malfoozat
- 12.00 EUROFILE Speech by Imam Rashed "Noble Example of the Holy Prophet"
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson 2 Part 1
- 1.00 Azan & Kobe Update
- 1.10 News
- 1.30 Around the Globe To be announced
- 2.00 NATURAL CURE Homeopathic Lesson No.65
- 3.00 MTA LIFESTYLE MTA Anniversary Program from Rabwah
- 3.30 MTA VARIETY Programme for Bosnia Friends
- 4.00 Children's Corner To be announced
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Tuesday 7th March

- 11.30 Tilawat
- 11.45 Seerat-un-Nabi
- 12.00 MEDICAL MATTERS Dr Mujeeb-ul-Haq Talks to Dr. Dawood A. Khan "Thyroid Glands" (Rpt)
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson 2 Part 2
- 1.00 Azan & Kobe Update
- 1.10 News
- 1.30 AROUND THE GLOBE To be Announced
- 2.00 NATURAL CURE Homeopathy Lesson 66
- 3.00 MTA VARIETY "Truth about Khatam-e-Nabuwat" by Mubasher Kahlon
- 3.30 CHILDREN'S CORNER To be Announced
- 4.30 MTA LIFESTYLE "Dil Bar Mera Yehai Hai"
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Wednesday 8th March

- 11.30 Tilawat
- 11.45 Hadith
- 12.00 EUROFILE Q/A With Hazur, Noor Mosque, Nunspeake, 3-9-93 Part 3
- 12.30 Learning Languages with Hazur, Lesson 3 Part I
- 1.00 Azan & Kobe Update
- 1.10 News
- 1.30 Around the Globe To be announced
- 2.00 QURAN CLASS Tarjamattul Quran, Lesson 39
- 3.00 MTA VARIETY To be announced
- 3.30 CHILDREN'S CORNER
- 4.00 MTA LIFESTYLE Interview of Maulvi Muhammad Hussain Sahib, a Sahabi of the Promised Messiah
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Thursday 9th March

- 11.30 Tilawat
- 11.45 Malfoozat
- 12.00 MEDICAL MATTERS To be announced
- 1.00 Azan & Kobe Update
- 1.10 News
- 1.30 AROUND THE GLOBE
- 2.00 QURAN CLASS Tarjamatul Quran, Lesson 40
- 3.00 MTA VARIETY An Interview with Mirza Abdul Haq Sahib Part II
- 3.30 Children's Corner To be announced
- 4.00 Laqa Ma'al Arab (Rpt)
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Please Note

- Our Audio Frequencies:

English/Urdu	7.02 MHz
Arabic	7.20 MHz
Russian	7.56 MHz
French	7.92 MHz

** Programmes or their timings may change without further notice.

As from the 4th March, LEARNING LANGUAGES WITH HAZUR will be back daily, HOMEOPATHY on Monday & Tuesday, TARJAMATUL QURAN, every Wednesday & Thursday, MEDICAL MATTERS, every Tuesday & Thursday

Al Fazl International Weekly, London
16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095
Vol. 2 Friday, February 24, 1995 No. 8

شذرات

(م-ا-ح)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ سے متصل خیرالقرون کے بعد جب بھی مسلمانوں کو اپنے تنزل اور ادبار کا احساس ہوا ہے ان میں سے کسی نہ کسی نے احیائے اسلام کا سوچا اور اس کے لئے اپنے ہم خیالوں کو جمع کیا اور اپنی سعی کو تحریک کی شکل دی۔ چونکہ اسلام کا مزاج آفاقی اور بین الاقوامی ہے اس لئے محدود پیمانے پر وطنی اور قومی تحریکوں کی دعوت کا مخاطب بھی جمیع مسلم امت رہی ہے اور اس کا بنیادی پتھر اللہ ربّ العالمین کے قانون اور اقتدار کا "عالمین" پر نفاذ یا بحالی رہا ہے۔ ایسے داعی اگر عوام یعنی جمہور کے حق حکومت اور حق قانون سازی کو تسلیم کر لیتے تو ان میں اور دنیوی سیاست دانوں میں کچھ فرق نہ رہتا اور عوامی نمائندوں کے تقرر یا انتخاب کے مراحل سے گزرنے کی ضرورت کے باعث ان کا خود ہر حال میں اقتدار میں آنا مشکوک ہو جاتا۔ اس لئے انہوں نے ایک اصول کے طور پر عوام سے اقتدار اور حق قانون سازی کو سلب کیا اور اس کی جگہ خود اپنی حاکمیت کو یقینی بنانے کے لئے ہر داعی نے حیرت انگیز طور پر یکساں انداز اختیار کیا۔ ان سب کا دعویٰ کچھ اس قسم کا تھا۔

☆ اقتدار اعلیٰ یا حکم صرف اللہ کے لئے ہے۔

☆ دستور یا قانون صرف وہی نافذ ہوگا جو اللہ کی کتاب میں مذکور ہے۔

☆ قرآن مجید میں کسی معاملہ میں نص صریح یا واضح حکم کی عدم موجودگی کی صورت میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے رہنمائی حاصل کی جائے گی۔

یہاں آکر سب داعیین احیاء کو دو مشکلیں پیش آتی رہیں:

☆ اول: قرآن مجید کی متشابہات (وہ احکام جن کی ایک سے زیادہ تعبیریں ممکن ہیں) کی تعبیر کون کرے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے مثال اور نظیر کے بارے میں کس کی تشریح قابل قبول ہوگی۔

☆ دوم: قرآنی نص اور سنت رسولؐ کی تعبیر و تشریح کے باوجود اگر کوئی مسئلہ لاینحل رہے تو خدا تعالیٰ کی رہ نمائی اور اسلام کے مزاج کا علم کیسے حاصل ہو، اس لئے کہ وحی والہام کا دروازہ یہ لوگ مضبوطی سے بند کر چکے تھے۔

ان دونوں مشکلات کا حل یہ تلاش کیا گیا کہ سبھی داعی اور محرک حضرات نے اپنی ذات کو مفسر و شارح کا منصب دیا اور اپنی تعبیر کے لئے لوگوں سے سمع و طاعت کا مطالبہ کیا اور جہاں تعبیر، تفسیر، تشریح، توضیح اور تاویل کی ساری کھینچا تانی کے باوجود اپنا مطلب حاصل نہ ہوا وہاں حالات کی مجبوری کے تحت حکمت عملی کے نام پر اپنی صوابدید پر اڑ گئے، اسے نظریہ ضرورت کہنے کی بجائے اندرونی آواز اور خدا کی طرف سے رہنمائی قرار دیا۔ اور اپنے متبعین یا ہم خیالوں کو قائل کرنے کی جگہ دھمکیوں پر اتر آئے۔ اسی قسم کے ایک داعی نشاۃ ثانیہ کے بارے میں ایک تبصرہ نگار کا تاثر ملاحظہ فرمایئے:

"جب کوئی ...... (ان کے نظریہ اور دعوت) کی بے حد کمزور بنیادوں کی طرف اشارہ کرے تو پھر وہ منطقی استدلال کے بجائے ادعاء پر، علمی حقائق کے بجائے نظریات پر اور عقل و مشاہدہ سے قائل کرنے کے بجائے "انذار" یعنی ڈرانے پر اتر آتے ہیں اور اگر اس شخص کو ان سب باتوں کے باوجود بھی خاموش نہ کر سکیں تو ان کی آخری قاطع دلیل یہ ہوتی ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کو مانتے ہو یا نہیں؟ اگر تم نہیں مانتے، تو میرا خطاب تم جیسوں سے نہیں۔ جب تم مسلمان ہی نہیں تو تم سے بحث کرنے کا کیا فائدہ۔ جاؤ اپنے غیر مسلم ہونے کا اعلان کرو اور اپنا نام بدل دو۔ اور اگر تمہیں خدا اور اس کے رسول پر ایمان ہے تو پھر..... "کسی حکم خداوندی میں چون وچرا کرنے کا حق تم کو نہیں خواہ کسی حکم کی مصلحت تمہاری سمجھ میں آئے یا نہ آئے، خواہ کوئی حکم تمہاری عقل کے معیار پر پورا اترے یا نہ اترے"۔

یہ اقتباس پروفیسر محمد سرور کی کتاب "مولانا مودودی کی تحریک اسلامی" سے ہے (ناشر سندھ ساگر اکادمی لاہور، ۱۹۵۶ء صفحہ ۲۳۹، ۲۴۰)

یہ تحریک جماعت اسلامی کے نام سے برپا کی گئی تھی اور چونکہ یہ تحریک بھی اسی نوعیت کی دوسری مساعی کی طرح منہاج نبوت پر نہ تھی اور اسے خدا تعالیٰ کی تائید حاصل نہ تھی اس لئے یہ بھی اپنے تجدیدی عزائم میں بری طرح ناکام ہوئی اور اس نے اپنے ہر نظریاتی موقف میں خود تردیدی اور تضاد کی قلابازیاں کھائیں اور گو بطور ایک شکست خوردہ غیر مؤثر سیاسی جماعت کے اس کا ڈھانچہ آج بھی باقی ہے، اس کے اساسی دعاوی تاریخ میں ایک مضحکہ اور ان کی بازگشت ایک کھوکھلے قہقہہ میں تبدیل ہو چکے ہیں۔

چونکہ یہاں مثال مودودی صاحب کی آئی ہے اس لئے ان کی احیائے اسلام کے لئے مزعومہ جدوجہد کے دوران آسمانی ہدایت اور خدا تعالیٰ کی رہنمائی طلب کرنے کے طریق کا مطالعہ قارئین کے لئے یقیناً دلچسپی کا موجب ہوگا (یاد رہے کہ یہ وحی والہام کے ذریعہ براہ راست رہنمائی سے منکر ہیں) لکھتے ہیں:۔

"وہ خدا جو پہلے رہنمائی کرتا تھا وہی اب بھی رہنمائی کے لئے موجود ہے، اس کی رہنمائی سے فائدہ اٹھانے والے موجود ہونے چاہئیں۔ ہمارے اندر اگر ایک دو آدمی بھی ایسے موجود رہیں جو قرآن کی روح اپنے اندر جذب کر چکے ہوں اور جماعت میں کم از کم ایک معتد بہ اکثریت ایسے لوگوں کی موجود رہے جو قلب سلیم کی نعمت سے بہرہ ور ہوں اور صحیح و غلط رہنمائی میں امتیاز کر سکتے ہوں اور جن میں صحیح رہنمائی کے لئے سمع و طاعت کا مادہ موجود ہو تو انشاء اللہ خدا کی رہنمائی بھی ہمیں ہر مرحلہ پر حاصل ہوگی"۔

(رسائل و مسائل حصہ اول)

اور اس ہدایت کے حاصل ہونے کی صورت یہ ہوگی:۔

"ہم انبیاء علیہم السلام کے طریق کار کو اچھی طرح سمجھ کر عملاً جدوجہد شروع کر دیں۔ پھر جو جو مراحل سامنے آتے جائیں گے ان میں سے ہر ہر مرحلہ کے تقاضوں کو ہم اپنی **حکمت** سے سمجھتے جائیں گے اور **اللہ کے بھروسے پر** ان کے لئے مناسب تدابیر اختیار کرتے جائیں گے"۔

(ایضاً بحوالہ مولانا مودودی کی تحریک اسلامی صـ ۲۸۲)

اور یہ **"حکمت"** اور **"اللہ کے بھروسے پر تدابیر"** کس کی ہوں گی؟ اس کا جواب ایک دوسری تحریر میں یہ دیا:۔

"میرا طریقہ یہ ہے کہ میں بزرگان سلف کے خیالات اور کاموں پر بے لاگ تحقیقی و تنقیدی نظر ڈالتا ہوں اور جو کچھ ان میں سے حق پاتا ہوں اسے حق کہتا ہوں اور جس چیز کو کتاب و سنت کے لحاظ سے **یا حکمت عملی کے اعتبار سے** درست نہیں پاتا، اس کو صاف صاف نادرست کہہ دیتا ہوں"۔

(ترجمان القرآن نومبر دسمبر ۱۹۴۴ء)

یعنی تعبیر و تشریح اگر معتبر اور واجب العمل ہے تو صرف مودودی صاحب کی من مانی اور اگر صوابدیدی یا اجتہادی فیصلے ہونگے تو وہ صرف انہی کی حکمت عملی کے تحت کیونکہ یہ قرآن کی روح اپنے اندر جذب کر چکے ہیں۔ اگر وقتی حکمت عملی عورت کی سربراہی کے خلاف تھی تو ان کا فتویٰ اس کے مطابق تھا اور اگر مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح کو اقتدار میں لانے سے انہیں سیاسی مفاد حاصل ہوتا تھا تو یہ ان کی حمایت میں صف آرا ہو گئے۔ اور اپنے پہلے فتوے سے رجوع کر لیا۔ جب ان کی اپنی جماعت ابھی طفولیت میں تھی تو سیاسی پارٹی بازی حرام اور جب کچھ پر پرزے نکل آئے تو اسی دعواتی جماعت اسلامی کو سیاسی پارٹی بنا کر انقلابی سے انتخابی کر دیا اور ملکی سیاست میں کود پڑے۔ ساری عمر عوام کو اندھے، بہرے اور جانور کہہ کر جمہوریت کی مخالفت کرتے رہے لیکن جب منطق اور دلائل سے ۱۹۵۳ء والے ہنگاموں کا دفاع نہ کر سکے تو انہی جمہور کو آگے کرنے لگے۔ مثال:

"دیکھنا یہ چاہئے کہ مطالبہ معقول ہے یا نہیں اور اس کی پشت پر رائے عام کی طاقت ہے یا نہیں۔ اگر یہ دونوں باتیں ثابت ہیں تو پھر جمہوری نظام میں کسی منطق سے ان کو روکا نہیں جا سکتا"۔

(قادیانی مسئلہ، آخری صفحہ، آخری جملہ)

ان کی اسی قسم کی "خدائی رہنمائی" تھی جس کے بارے میں کسی نے کہا ہے کہ:

"جناب شیخ کا نقش قدم یوں بھی ہے اور یوں بھی"

ان کی اصل نیت کھل جانے کے بعد ان کا دعویٰ کچھ اس طرح مرتب ہوتا ہے:

☆ اقتدار اعلیٰ یا حکم صرف اللہ کے لئے ہے۔

☆ اس زمین پر اللہ کے نمائندے فقط ہم ہیں اس لئے کہ قرآن کی روح ہم نے جذب کر لی ہے اور حدیث و سنت کے مطالعہ سے مزاج شناس رسول بن گئے ہیں۔

☆ اس لئے حکم اور حکمت عملی ہماری چلے گی۔

☆ اے لوگو تمہارا کام صرف سمع و طاعت ہے۔

☆ ہماری بات سنو۔ اگر فتح چاہتے ہو تو چوں چرا مت کرو۔

☆ اگر حکمت عملی کے تحت ہم کبھی کچھ اور کبھی کچھ، کہیں تب بھی سوال مت کرو۔ بس "گھگھو" بنے تعمیل کرتے جاؤ۔

☆ خدا تمہارا حافظ ہو۔

لیلۃ القدر سے کیا مراد ہے؟

"ہم لیلۃ القدر کے دونوں معنوں کو مانتے ہیں۔ ایک وہ جو عرف عام میں ہیں کہ بعض راتیں ایسی ہوتی ہیں کہ خدا تعالیٰ ان میں دعائیں قبول کرتا ہے اور ایک اس سے مراد تاریکی کے زمانہ کی ہے۔ جس میں عام ظلمت پھیل جاتی ہے۔ حقیقی دین کا نام و نشان نہیں رہتا۔ اس میں جو لوگ خدا تعالیٰ کے سچے متلاشی ہوتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں وہ بڑے قابل قدر ہوتے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک بادشاہ ہو اور اس کا ایک بڑا لشکر ہو۔ دشمن کے مقابلہ کے وقت سب لشکر بھاگ جاوے اور صرف ایک یا دو آدمی رہ جاویں اور انہی کے ذریعہ سے اسے فتح حاصل ہو۔ تو اب دیکھ لو کہ ان ایک یا دو کی بادشاہ کی نظر میں کیا قدر ہوگی۔ پس اس وقت جب کہ ہر طرف دہریت پھیلی ہوئی ہے کوئی تو قول سے اور کوئی عمل سے خدا تعالیٰ کا انکار کر رہا ہے۔ ایسے وقت میں جو خدا تعالیٰ کا حقیقی پرستار ہوگا وہ قابل قدر ہوگا"۔

(البدر ۸ جنوری ۱۹۰۴ء)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

Designing & Setting by Khalifa Rawahuddin Ahmad